ماہ بیڑی سنلھی
سرائیکی کلام
انتخاب
از
اسلم رسولپوری

532

منتخب سرائیکی کلام

# بیدلؔ سندھی

ترتیب

محمدؐ اسلم رسولپوری

بزمِ ثقافت ۴۸ مائی مہربان محلہ چوک فوارہ
ملتان

بار اوّل — اگست ۱۹۷۸ء
تعداد — ۵۰۰
ناشر — "بزمِ ثقافت" ۱۴ حاجی مہربان چوک فوارہ ملتان
کتابت — اعجازِ قلم ڈیرہ غازیخان (کاتبِ سرائیکی)
قیمت — ۱۵ روپے
صفحات — ۱۷۴
سلسلہ مطبوعات نمبر — ۱۷

صغیر بیگ فنی سیکرٹری "بزمِ ثقافت ملتان" نے نیو اسلامی آرٹ پریس
قدیر آباد گلی ۴ ملتان سے طبع کروایا۔

اپنے مرحوم بیٹے مُحمّد ادریس خان کے نام

بیدل آکھے تیڈے باجھوں
ساڈا رُوح نماناں

مُحمّد اَسلم رَسُولپوری

# فہرست

# پیش لفظ

بزم ثقافت ملتان نے سندھ کے عظیم سرائیکی شعراء کے کلام کو اردو
سرائیکی رسم الخط میں پیش کرنے کا بیڑہ ۱۹۷۷ء سے اٹھایا ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں
ابتدا حضرت سچل سرمست علیہ الرحمۃ کے سرائیکی کلام کے انتخاب سے کی گئی
جسے بے حد قبولیت عامہ حاصل ہوئی ہے۔ اس سلسلہ کی دوسری پیشکش موجودہ
انتخاب سرائیکی کلام بیدل سندھی ہے۔ جس میں بیدل سندھی کے فرزند بے کس
کا کلام بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ اس انتخاب کو سرائیکی کے ممتاز دانشور
محمد اسلم رسولپوری نے اپنی پہلی پیش کش کی طرح بڑی عرق ریزی سے ہر طرح
سے مزین کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ انشاء اللہ یہ انتخاب
بھی بے حد پسند کیا جائے گا۔ اس دفعہ بھی انگریزی دان طبقہ کی سہولت
کے لئے ڈاکٹر کرسٹافر شیکل نے انگریزی زبان میں ایک تعارف
بیدل کی شاعری کے بارے میں تحریر کیا ہے جو کہ اس انتخاب میں شامل کیا
کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے سرائیکی اردو اور انگریزی دان
طبقہ بیدل سندھی کے سرائیکی کلام اور فن سے صحیح طور پہ مستفیض
ہوں گے۔ امید ہے کہ آپ ہمیں اس انتخاب کے بارے میں اپنی رائے
سے آگاہ رکھیں گے

محمد عاشق جمال
سیکرٹری بزم ثقافت
ملتان

# عرضِ حال

سندھ کے کسی سرائیکی شاعر پر ایک دوسرے صوبے کے شخص کے لئے کام کرنا اتنا زیادہ آسان نہیں ہے۔ جتنا کہ میں سمجھتا تھا۔ بیدلؒ سندھی سے پہلے حضرت سچلؒ سرمست پر تحقیق کے سلسلے میں جب مجھے سندھ کا سفر کرنا پڑا تو اس بات کا احساس ہوا کہ گاؤں گاؤں پھر کر کسی شاعر کا کلام اکٹھا کرنا ایک صبر آزما کام ہے۔ اس صورتِ حال سے گزرنے کے بعد بھی میں نے یہ ذمہ داری قبول کی۔ کہ بیدلؒ سندھی کا کلام ترتیب دوں گا۔

مجھے اس بات کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ اس سلسلے میں سندھی ادبی بورڈ نے جو کام کیا ہے۔ وہ قابلِ تحسین ہے اور ممکن حد تک اس نے بیدلؒ سندھی کے کلام کو اکٹھا کر کے شائع کر دیا ہے۔ چونکہ میں جہاں بھی گیا۔ اور جس صاحب سے بھی مجھے بیدلؒ سندھی

کاکلام ملا ۔ وہ درحقیقت سندھی ادبی بورڈ کے مرتب کردہ مجموعے میں موجود تھا ۔ البتہ اتنا فرق ضرور پایا جاتا تھا کہ کلام کے بعض حصوں اور لفظوں میں کچھ نہ کچھ اختلاف ملتا ۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ سندھی ادبی بورڈ کے مرتب کردہ مجموعے کی مدد ہی سے یہ انتخاب تیار کروں۔

کسی شاعر کے کلام کا انتخاب تیار کرنا ایک مشکل کام ہے کیونکہ ہر شخص اپنے مذاق کے مطابق اسے ترتیب دیتا ہے ۔ اور یہ ضروری نہیں ہے کہ اسے ہر قاری اپنے مزاج اور ذوق کے مطابق پائے لیکن میں نے اسے صرف اپنے مذاق کے مطابق ترتیب نہیں دیا۔ بلکہ ہر مزاج کے آدمی کے ذوق کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی ہے البتہ اِس بات پر خصوصی توجہ دی ہے کہ فنی اعتبار سے کلام بہتر ہو۔

جہاں تک سرائیکی رسم الخط کا مسئلہ ہے ۔ اگرچہ اس پر ابھی تک مختلف حضرات بحث و تمحیص میں مصروف ہیں ۔ مگر بزم ثقافت نے اس طے شدہ رسم الخط کو اپنا لیا ہے ۔ جو بہت پہلے مولانا عزیز الرحمن کی صدارت میں مقرر کردہ رسم الخط کمیٹی نے طے کیا تھا ۔ اور جس میں سب سے پہلے دیوانِ فریدؒ طبع ہوا تھا ۔ یہ رسم الخط تمام جدید تقاضے پورے کرتا ہے ۔ اور اِسے ڈاکٹر شیمل نے بھی سائنٹیفک قرار دیا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ بزمِ ثقافت نے بھی یہی رسم الخط اپنی تمام تصانیف میں استعمال کیا ہے ۔

"بیدلؔ سندھی" کے قارئین کی سہولت کے لئے یہاں سرائیکی

لے مخصوص حروف تہجی کو پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ کتاب کے مطالعے میں آسانی ہو۔

| | | |
|---|---|---|
| ب | بال | (بچہ) |
| ج | جنگھ | (ٹانگ) |
| ڈ | ڈیوا | (چراغ) |
| گ | گاں | (گائے) |
| ڻ | پاݨی | (پانی) |

آخر میں "بیدل سندھی" کے قارئین سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس کتاب کے بارے میں اپنی اپنی آرائے سے مجھے مطلع کریں۔ تاکہ نئے ایڈیشن میں اس کی خامیوں کو دور اور خوبیوں کو زیادہ اجاگر کیا جا سکے۔

محمد اسلم رسولپوری

# حصّہ اوّل

# باب اوّل

# بیدلؔ کے حالاتِ زندگی

بیدلؔ کے والد کا نام محمد محسن تھا۔ آپ بڑے پرہیزگار اور درویش صفت انسان تھے۔ اور سندھ کے معروف صوفی شاہ عنایت اللہ شہید کے سلسۂ تصوف کی ایک شاخ کے بزرگ سید عبدالوہاب جیلانی سے بیعت کا سلسلہ رکھتے تھے۔

ایک روز آپ نے اپنے مرشد سے درخواست کی کہ دعا فرمائیے مجھے لڑکا ہو۔ اس پر انہوں نے دعا فرمائی اور کہا کہ آپ کو بیٹا ہوگا اور صاحبِ شریعت و طریقت ہوگا۔ اس سے کچھ عرصہ بعد ۱۸۱۴ء میں روہڑی میں بیدلؔ کی ولادت ہوئی۔ پیدائشی طور پر بیدلؔ کا ایک پاؤں ٹیڑھا تھا جب آپ کی پیدائش کا علم میر جان اللہ شاہ کو ہوا تو انہوں نے بیدلؔ کے والد سے فرمایا:

"ایا ھنڈو نہ جیئو اھو روہڑی ۽ شہر جو جھنڈو ھیندو"

آپ کا نام شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام پر عبدالقادر رکھا گیا لیکن بیدلؔ نے احتراماً خود کو ہمیشہ قادر بخش کہلوانا پسند کیا۔

آپ ایک درویش صفت انسان کے گھر پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق جب

آپ کو مکتب میں داخل کیا گیا تو آپ الف سے آگے تعلیم حاصل نہ کر سکے جس کی وجہ سے آپ کے اساتذہ آپ سے مایوس ہو گئے۔ اس سے زیادہ آپ کی باقاعدہ تعلیم کے بارے میں کچھ نہیں ملتا۔ لیکن آپ کی تصنیفات سے اس بات کا بخوبی علم ہوتا ہے کہ آپ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ قرآن۔ حدیث۔ فقہ۔ تصوّف اور طب پر کامل دسترس رکھتے تھے۔

بیدلؔ نے اپنی زندگی میں مختلف سفر کئے۔ آپ کو حضرت شہباز قلندر سے گہری عقیدت تھی۔ اس لئے آپ سہون شریف میں کافی عرصہ ان کی درگاہ پر قیام پذیر رہے۔ بیدلؔ کے مطابق:

؎ قلندر آفتابِ اولیا ہے ؛ قلندر مظہرِ سرِ صفا ہے
قلندر صورتِ شیرِ خدا ہے ؛ قلندر محض ذاتِ کبریا ہے

میرا مرشد مکمل ہے قلندر
حسینی حیدرِ سلطان سرور

سہون شریف کے بعد آپ پیر پگارا صبغت اللہ شاہ اوّل کی خدمت میں ان کے آبائی گاؤں پہنچے۔ اور ان کے صاحبزادے پیر گوہر علی شاہ (پیر پگارا ثالث ۱۸۱۶ء تا ۱۸۴۷ء) کی تعلیم و تربیت پر مقرر ہوئے۔ آپ نے اپنے اس شاگرد کو خصوصی طور پر مثنوی مولانا روم کی تعلیم دی۔ جس کے نتیجے میں پیر علی گوہر شاہ المتخلص بہ اصغر نے بعد میں سندھی میں اعلیٰ صوفیانہ شاعری کی۔

'پیر جو گوٹھ' کے بعد آپ مخدوم محمد اسمٰعیل (وفات ۱۷۶۰ء) کی درگاہ پر پہنچے۔ اور وہاں سلوک کے مختلف مراحل طے کئے۔

صوفیاء کرام کا ایک گروہ عشقِ مجازی کو حقیقی عشق کے لئے سیڑھی کا درجہ دیتا ہے۔ مولانا جامیؔ کا خیال ہے ؎

متاب از عشق رو گرچہ مجازی است ۔ کہ آں بخرِ حقیقت کارسازی است

خود بیدلؔ فرماتے ہیں ؎

سوہناں راز حقیقت دا ہے ۔ لاشک عشق مجاز

خواجہ فریدؔ کہتے ہیں ؎

دہ حضرت عشق مجازی ۔ سب راز رموز دی بازی

مذکور ہے کہ ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر بیدلؔ گھر جا رہے تھے، کہ آپ کا سامنا ایک ہندو لڑکے کرم چند سے ہو گیا۔ آپ اس کی شکل دیکھ کر اسے دل دے بیٹھے۔ اس کے بعد آپ کا زہد و تقویٰ برباد ہو گیا۔ ان دنوں سکھر چھاؤنی میں کرم چند کی دکان تھی۔ آپ صبح سویرے اس کی دکان کے سامنے جا کر بیٹھ جاتے اور شام کو گھر لوٹتے۔

کرم چند کے علاوہ آپ کو فقیر غلام محمد اور روحانی پیر محمد سے بھی محبت رہی۔

بیدلؔ نے دو شادیاں کیں۔ جھامنداس کی روایت کے مطابق پہلی بیوی سے آپ کو ایک لڑکی ہوئی۔ اور دوسری بیوی سے تین لڑکے ہوئے۔ فرید بخش ۔ محمد محسن ۔ اور امام بخش ۔

فرید بخش پیدائش سے کچھ عرصہ بعد فوت ہو گیا ۔ اور امام بخش نے چار یا پانچ سال کی عمر پائی ۔ البتہ محمد محسن اپنے والد کی وفات کے آٹھ سال بعد تک زندہ رہے

آپ کی وفات کے بارے میں روایت ہے کہ ایک رات سوتے وقت اپنے بیوی بچوں کو الوداع کہا اور فرمایا "ہینئر اللہ تو ہار" یعنی اب اللہ کو سدھارنا ہے ۔ اس کے بعد سو گئے ۔ کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ واقعی آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ہے ۔

یہ واقعہ ۱۹ر جنوری ۱۸۷۴ء کا ہے ۔

آپ کے لڑکے اور سرائیکی کے معروف شاعر محمد محسن بیکس نے جو نوحہ کہا اس کے ایک شعر میں تاریخ اور سنِ وفات کا ذکر موجود ہے ؂

سال ہارسخن سو ائانوں سے میں سوز و گداز ہو

سورھیں ذوالقعدجی ہادیٔ سندھ پرداز ہو

جنازے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی ۔ آپ کو روہڑی اسٹیشن کی مغربی طرف سپردِ خاک کیا گیا ۔

بیدلؔ ایک شریف منکسر اور سادہ انسان تھے ۔ آپ کے رہنے سہنے کا طریقہ اور لباس انتہائی سادہ ہوتا تھا آپ بڑے صابر و شاکر درویش تھے ۔ عاشقانہ دور میں قاضی پیر محمد آپ کو بہت تکالیف دیتا ۔ آپ اسے حوصلے سے برداشت کرتے ۔ ایک بار آپ کو پھوڑا نکلا ۔ ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کو بے ہوش کرکے آپریشن کیا جائے گا ۔ اس پر آپ نے کہا ہم پہلے ہی بے ہوش ہیں ۔ آپ اپنا کام کریں ۔ اپریشن کے دوران اُف تک نہ کی ۔ آپ ہر چھوٹے بڑے اور غریب امیر سے یکساں سلوک کرتے سادات کی زیادہ قدر کرتے تھے ۔ جو سیّد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا احتراماً آپ کھڑے ہو جاتے ۔

آپ بڑے محبِ وطن تھے ۔ اپنے وطن اور شہر سے گہری محبت رکھتے تھے ۔ روہڑی اور اس شہر کے مہ جبینوں کی تعریف میں باقاعدہ نظم کہی ۔ آپ کو صوفیائے کرام سے بھی گہرا لگاؤ تھا ۔ شہباز قلندرؒ ۔ شاہ لطیفؒ ۔ سچلؒ سرمست مخدوم محمد اسماعیل اور شاہ عنایت اللہ شہیدؒ کی درگاہوں کی زیارت کے لئے طویل سفر کئے ۔

؂ فقیر عبدالقادر کہ صوفی حنفی است ؛ فگند طرح سکونت بہ قصبۂ لہری

آپ اگرچہ حنفی المذہب تھے۔ لیکن شیعہ عقائد سے بھی وابستگی رکھتے تھے۔
اپنے عقائد کو ایک شعر میں یوں بیان کرتے ہیں ؎

انا الشیعہ ولکن لا ابری من الخلفاء ہم سرج الھدایہ
انا السُنّی ولکن ان الفضل لفاتح خیبرا والی الولایہ

یعنی میں شیعہ ہوں۔ لیکن اہل تشیع کی طرح خلفا سے بیزار نہیں۔ کیونکہ وہ
چراغ ہدایت ہیں۔ میں سُنّی ہوں۔ لیکن فاتح خیبر حضرت علیؑ کی دوسرے خلفا پر
فضیلت کا قائل ہوں۔

آپ ایک اور جگہ اپنے عقائد کا اظہار یوں کرتے ہیں ؎

معاویہ را ندارم دوست حیدر شاہدِ عالم
ز رفضم دورتر صدیق اکبر شاہدِ عالم
یزید و قوم او را میکنم لعنت ز غیرتِ دیں
شہیدِ کربلا سبطِ پیمبر شاہدِ عالم

آپ نے حضرت علی اور امامین کی شان میں نظمیں کہیں۔ اس کے علاوہ
آپ محرم میں اہلِ تشیع کے ساتھ عزاداری بھی کرتے تھے۔
اس کے علاوہ صوفی ہونے کی حیثیت سے آپ شیعہ سنی جھگڑوں سے
گریز کرتے تھے۔ ؎

شیعہ سنی تھیوُں سوکھا ۔ صوفی کون سڈا دے گا

تصوف میں وحدت الوجود کے حامی تھے ؎

مذہب دا سٹ کوڑا جھگڑا ۔ وحدت دا رگھن راہ

عشق کو مذہب کی روح سمجھتے تھے ؎

جنھوں عشق تیا دے راہ ۔ تنھوں کون کرے گمراہ
روز ازل کنوں بیدل بدھڑا ۔ عشق والا احرام

یہاں معاویہ ویزید سے نفرت اور وجودی مسلک پر یقین آپ کے نظریاتی تضاد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

بیدلؔ نے اگرچہ صوفیاء کرام کی درگاہوں پر حاضری کے لئے لمبے سفر کئے۔ اور طویل مدت عشق کے پاپڑ بیلے لیکن تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ نے زیادہ تر یہ کام قاضی پیر محمد کی محبت کے دوران سرانجام دیا قاضی پیر محمد نے آپ کا بہت سا کلام لکھ کر محفوظ کیا۔ اور بہت سا بے پرواہی کی وجہ سے ضائع بھی کر دیا۔

بیدلؔ کی جن تصانیف کا تا حال علم ہوا ہے۔ درج ذیل ہیں۔

سندھی

(۱) وحدت نامہ (نظم)

(۲) فرائض نامہ (نظم)

سندھی سرائیکی

(۳) سرود نامہ (کافیاں۔ ڈوہڑے)

اردو

(۴) دیوانِ بیدلؔ (نظم۔ غزل)

فارسی

(۵) سند الموحدین (نثر)

(۶) تقویت القلوب فی تذکرۃ المحبوب (نثر)

(۷) پنج گنج (نثر)

(۸) انشاء قادری (نثر)

(۹) قرۃ العین فی مناقب السبطین (نثر)

اہلِ بیت کی شان اور واقعۂ کربلا کے بارے میں ہے۔

(۱۰) وصیت نامہ (نثر)

(۱۱) لغت میزان طب (نثر)

(۱۲) فی بطنِ احادیث صحاح ستہ (نثر)

تصوف اور روحانی علوم کے بارے میں احادیث کا مجموعہ مع تشریح ہے۔

(۱۳) دیوان منہاج الحقیقت (نظم)

(۱۴) دیوان سلوک الطالبین (نظم)

(۱۵) دیوان مصباح الطریقت (نظم)

(۱۶) مثنوی ریاض الفقر (نظم)

ایک ہزار اشعار میں صوفیانہ نکات کی تشریح ہے۔

(۱۷) مثنوی نہر البحر (نظم)

مولانا رومی کے تتبع میں مختصر سی مثنوی ہے۔

(۱۸) مثنوی دلکشا (نظم)

آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی، مولانا رومی اور حافظ شیرازی کے اشعار کی خوبصورت تشریحیں ہیں۔

(۱۹) تاریخ رحلت ہائے رجال اللہ (نظم)

(۲۰) ظہور نامہ

(۲۱) رموز القادری (نظم)

قصیدہ غوثیہ کی شرح ہے۔

(۲۲) کرسی نامہ صوفیائے قادری (نظم)

(۲۳) ھیر رانجھا (نظم)

(۲۴) منتخب قصۂ لیلیٰ ومجنوں (نظم)

# باب دوم

# بیدلؔ کی شاعری کا سرسری مطالعہ

بیدلؔ نے مختلف زبانوں میں شاعری کی۔ جن میں سندھی سرائیکی، ہندی، اردو، فارسی اور عربی شامل ہیں۔ آپ نے بعض ایسی نظمیں بھی کہیں۔ جو بیک وقت پانچ زبانوں میں ہیں۔ مثال کے طور پہ ایک نظم کا ایک بند ملاحظہ ہو ؎

لیس فی الدین الاہو ، ہو الحق المبیں !
اوست جسم و اوست جان و اوست افلاک و زمیں
وہ ہے روح اللہ، مریم ہے، وہ ہے روح الامیں
ہر طرف اس دا تماشا کیا مغ و کیا اہلِ دیں
سبھ صفت میں کیو ظہور و یار جانی دلربا

بیدلؔ عام طور پہ اپنا تخلص بیدلؔ استعمال کرتے تھے۔ لیکن بعض جگہ عبدالقادر

---

۱؎ بیدلؔ کا کچھ کلام قاضی پیر محمد کی بے پروائی سے ضائع بھی ہوا ہے۔ اس کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ آپ تقریباً ہر کافی میں رواج کے مطابق تخلص استعمال کرتے تھے۔ لیکن اب آپ کی بعض کافیوں میں تخلص نہیں ملتا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کافیوں کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا ہے۔

یا قادر بھی استعمال کیا ہے ؎

عشق ازلی جن کھے آھي
کاڻ کُنن تَن کھے ناھي
عبدالقادر چاڻ!
نانھن کنھیں جي مَرک سُلڻ جي

؎ قادر عشق دیاں کرا تباتیاں — کہہ توں انا الحق والیاں باتیاں
جام وحدت پی ڈیہاں راتیاں — ماریں طبل خدائی دا

اس کے علاوہ آپ نے اپنے فارسی دیوان سلوک الطالبین میں اپنا تخلص طالب استعمال کیا ہے۔

بیدل کی شاعری کے مطالعہ کے دوران جو خصوصیت سب سے پہلے سامنے آتی ہے، وہ وحدت الوجود کا نظریہ ہے۔ بیدل نے اپنے تمام کلام میں بھر پور طور پر اس نظریے کا ذکر کیا ہے ؎

یار بے رنگ نور نہانی — پہرے پوش آیو انسانی
سہس ولیس ساں پاڻ سنگاریو

؎ اپنی ذات چھپاوڻ کیتے — بیدل نام سڈاوندے ہو

؎ مذہب دا سٹ گوڑا جھگڑا — وحدت دا گھن راہ

وحدت الوجود کے ساتھ بیدل عشق کی تلقین بھی کرتے ہیں۔ بلکہ اسے خدائی نعمت قرار دیتے ہیں۔

؎ عشق عطا الٰہی ہے — بر ہانہ چیز بھائی ہے

## ۵ عشق عطا کیا ئوں تو کھے ـ بیدلؔ کہ رسشکرانہ

---

۵ عشق بازن جا منصب عالی ـ منکر جو منصن کارو

عشقِ حقیقی ہو یا مجازی بیدلؔ دونوں پر جان نچھاور کرتے ہیں. فارسی غزل میں جس عشق اور معشوق کا تصور ابھرتا ہے۔ بیدلؔ کے ہاں اس کا ظہار بھی پوری روایت کے ساتھ موجود ہے ؎

عشقش نہ منصبی است کہ ہر خس بدو رسد
[illegible] از ہزار خاص یکے کس بدو رسد
[illegible] نہ سوزد بہ قیل و قال
[illegible] مگر [illegible] مقدس بدو رسد
[illegible] کہ کنایۃ ز وصل اوست
لطفے کہ دست کوشش مفلس بدو رسد
مقصود دور راہ دراز و مجال تنگ
یارب کرم کہ بیدلؔ بیکس بدو رسد

چونکہ اردو غزل فارسی غزل کے اثرات کے نتیجے میں پیدا ہوئی. اس لئے فارسی غزل کی جملہ صفات سے متصف ہے۔ بیدلؔ اس روایت کا پورا احترام کرتے ہیں ؎

رات تجھ بن پکار رکھتے ہیں ـ دن سجھو انتظار رکھتے ہیں
لعل لب کی قسم کہ گوہر اشک ـ محض بہر نثار رکھتے ہیں
نزہتِ وصل یاد کرکے مدام ـ چشم کوں آبدار رکھتے ہیں
برق رخسار کے تماشا میں ـ دیدہ ابر بہار رکھتے ہیں
محفل دردِ عشق میں بیدلؔ ـ عزت و افتخار رکھتے ہیں

تاریخ گوئی کا ملکہ بعض شعراء میں فطری ہوتا ہے اور ہمارے ہاں یہ فارسی سے آیا ہے۔ بیدلؔ کو تو تاریخ گوئی میں کامل دسترس حاصل تھی۔ آپ نے اتنی تاریخیں کہیں کہ ایک پوری کتاب "تواریخ رحلت ہائے رجال اللہ" کے نام سے تیار ہو گئی۔ بیدلؔ نے پیمبر اسلام، خلفائے راشدین، اماپین اور معروف صوفیائے کرام کے علاوہ اپنے دوستوں اور عزیزوں کی پیدائش اور وفات پر کئی کئی تاریخیں کہیں ان میں سے تین ملاحظہ ہوں

تاریخ واقعۂ کربلا

ے اولیں کبریٰ قیامت قتل اولادِ رسول
درسنِ شصت و یکم ثلث نباشد در وجود

تاریخ شہادت منصور

ے دومی وسطیٰ قیامت واقع بس ہولناک
در نہم سال و سہ صد قتل شد حلاج بود

تاریخ وصال شہباز قلندر

ے

سرورِ سندھ قلندر کہ زہے سلطان بود
مخزنِ مرلدن مطلع نور جہان بود
شاہ بازی است کہ در عالم تمکیں عروج
وصف طیرانش بیروں ز حد امکان بود
دُر دریائے معارف چمن باغ بقا
مرقد روشن او شہرہ بہ سیوستان بود
جامع شرع و توحید شہ قطب الدین!
میر مخذوم حسینی د ولی عثمان بود

دل چوں تاریخ وصالش بجُستہ زمردش
ہاتفم گفتہ کہ او لعلِ یمن عرفان بود
۶۵۰ھ

بیدلؔ کی شاعری کی ایک خصوصیت علاقائی تہذیب و ثقافت کی بھرپور نمائندگی بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیدلؔ کے ہاں علاقائی رومان خصوصاً ہیر رانجھا کا ذکر بار بار ملتا ہے۔ بیدلؔ کے ہاں رانجھا طالبِ حقیقت کی حیثیت سے ہیر کی تلاش میں سرگرداں پھرتا ہے ؎

تخت ہزارا چھوڑ ڈتوسی۔ جھنگ سیال سیباٹا

اور اس کا عشق ہیر کو دو جگ میں مشہور کر دیتا ہے۔

ہیر نوں رمز رانجھن دے کیتا۔ ملکیں وچ مشہور

اسی طرح سری کرشن، ہولی اور بندرابن کا ذکر اپنی تمام روایات کے ساتھ ملتا ہے ؎

بندرابن میں کھیلے ہوری ــ شام سندر دل لُٹا زوری
چشم اوہیں دے سانوں چیٹک لایا

بیدلؔ نے علاقائی تہذیب و ثقافت کی بھرپور نمائندگی کے لئے مقامی زبانوں یعنی سندھی، سرائیکی اور ہندی میں شاعری کی۔ انہوں نے ہندی میں بڑے خوبصورت اشلوک کہے ؎

سنجاں سکھنا کوئی نہیں، ہے ہردے اندر لعل
مورکھ گنڈھ کھولتا نہیں، کرمیا بھیا کنگال

---

؎ جگت باغیچہ رام کا، سندر اس کے پھول
بھونرا داس دے واسطے اس میں آیا بھول

ے بچھڑی موہ اندھاریاں ، چاندی موہ چکور
سادو مانگے اور کچھ ، سنساری کچھ اور

---

ے سادھو جنم جنم ہے انتریامی بیک
مرنوں اگے جو مویا اس میں مین نہ میک

---

ے قاضی پنڈت پڑھ چکے بید کتب انیک
جا ہوئی ساہو رہی کون مٹاوے لیکھ

فارسی اور اردو شاعری میں عام طور پر محبوب سے اس کی بے وفائیوں کا گلہ شکوہ کیا جاتا ہے ۔ اسے اکثر اوقات ظالم، جفاجو، ستم گر اور کافر کے القاب سے نوازا جاتا ہے۔ لیکن یہاں کی علاقائی شاعری میں محبوب سے عجز و انکسار اور خلوص و محبت سے بات کی جاتی ہے بیدل کے کلام میں ڈھونڈے سے بھی محبوب کا شکوہ و شکایت نہیں ملتا۔ بلکہ وہ انتہائی انکسار اور نیازمندی کا سے اظہار محبت کرتے ہیں ے

سجدہ کیتا ساڈے ساہ ؛ رانجھے نوں روز ازل وچ سئیاں

بیدل نے اپنی شاعری میں کئی شعراء کا اثر لیا ہے جن میں سچل سرمست، شاہ لطیف مولانا رومی، حافظ شیرازی، مولانا جامی اور کئی دوسرے شامل ہیں ے

عشق عطا الٰہی ملدا ؛ نہیں کوئی کسب کماوݨ دا سچل
ے عشق عطا الٰہی ہے ؛ بردا نہ چیز بجائی ہے بیدل

ے غمزہ رمزاں یار میڈے دیاں ڈیکھ جو ونڈا جائی
جتھاں کتھاں حاضر ناظر آپ کھڑا رنگ لائی
دُھو معکم اینما کنتم جانڑکیتس جائی

سچل

ع علوم مذاہب دے سٹ، سبق سلوک دا پڑھنا!
جتھاں کتھاں رانجھن وسدا کابل ویس کرنا!
وُ هو معکم اینما کنتم کو حرف پکڑنا مول نہ ڈرنا (بیدل)

ے شاد باش اے عشق خوش سودائے ما ✽ اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما ✽ اے تو افلاطون و جالینوس ما
(رومی)

ے عشق ہے پیر پیغمبر میڈا ✽ عشق ہے ہادی رہبر میڈا!
عشق ہے حیدر صفدر میڈا ✽ عشق ہے میڈی پشت پناہ
(بیدل)

ے آسماں بار امانت نتوانست کشید ✽ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند (حافظ)
ے بار یرہ دا باری جو جاتا — عرش فلک افلاک نہ چاتا
عاشق سارا سر تے اٹھایا (بیدل)
ے متاب از عشق رو گرچہ مجازی است ✽ کہ آں بہر حقیقت کارسازی است (جامی)
ے سوہناں راز حقیقت دا ہے ✽ لاشک عشق مجاز (بیدل)

جس طرح بیدل نے دوسرے شعراء سے اثر لیا۔ اسی طرح آپ نے بہت سے شعراء پر بھی اثر ڈالا ہے۔ سندھی کے معروف صوفی شاعر پیر علی گوہر شاہ اصغر کو کافی عرصہ بیدل نے تعلیم دی اور انہیں مولانا روم کی مثنوی سبقاً پڑھائی۔ یہی وجہ ہے کہ پیر علی گوہر شاہ کی شاعری میں تصوف کی گہری چھاپ موجود ہے۔

بیدل نے اپنے فرزند محمد محسن بیکس کی شاعری پر بھی پورا اثر ڈالا۔ علاوہ ازیں بیدل کے زمانے میں آپ کے اثر کی وجہ سے روہڑی میں شاعری کا بڑا چرچا تھا، اس کے نتیجے میں سید نواب شاہ، محب علی شاہ اور فقیر علی بخش جیسے شاعر پیدا ہوئے اگر ان شعراء کے کلام پر بیدل کے اثرات بیان کئے جائیں تو یہ تحریر کافی طویل

ہو جائے گی۔ اس لئے یہاں صرف خواجہ فرید کے کلام پہ بیدل کے اثرات ملاحظہ فرمائیے ؎

باربرہ دا باری جو جاتا ؛ عرش ملک افلاک نہ چاتا
عاشق سارا سرتے اٹھایا (بیدل)

؎ آپے بار محبت چایم ڑی ؛ ونج آپ کوں آپ پھسایم ڑی (فرید)

---

؎ سوہناں راز حقیقت دلہے ؛ لاشک عشق مجاز (بیدل)
؎ وہ حضرت عشق مجازی ؛ سب راز رموزدی بازی (فرید)

---

؎ عشق ہے پیر پیغمبر میڈا ـ عشق ہے ہادی رہبر میڈا
عشق ہے حیدر صفدر میڈا ـ عشق ہے میڈی پشت پناہ (بیدل)
؎ قسم خدادی قسم نبی دی ؛ عشق ہے چیز لذیذ عجیب (فرید)

---

؎ لیلیٰ ناں سڈا، کھس گھنسوں ـ قیس دا صبر قرار (بیدل)
؎ مجنوں کارن، لیلےٰ ہو کر ـ سو سو ناز ڈکھایا (فرید)

---

؎ ڈر ہدایا کنز قدوری ـ طوائے نوں ڈبوے مغروری
جنھیں دا منصب ہے منصوری ـ کھیلے برہ دی بازی سو (بیدل)
؎ سکھ ریت روش منصوری نوں
ہن ٹھپ رکھ کنز قدوری نوں
(فرید)

---

# باب سوم

# بیدل کی سرائیکی شاعری کا تنقیدی جائزہ

بیدل کی سرائیکی شاعری کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک حصہ تو شاعری کے باقاعدہ اور مستقل موضوع انسانی حسن و عشق کے تذکرے سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا حصہ نظری شاعری کا ہے جس کا تعلق وحدت الوجود اور عشق الٰہی سے ہے۔

عشق دے باجھوں بیدل
جگ وچ جیوݨ محض اجایا

بیدل کے دور میں ذہین طبقہ تصوف کی طرف مائل تھا۔ کیونکہ تصوف عام طور پر دورِ انحطاط میں مقبولیت حاصل کرتا ہے اور اس وقت سندھ کے سیاسی اور سماجی حالات افراتفری اور شکست و ریخت کا شکار تھے۔

بیدل سے کچھ پہلے مدد خان پٹھان کی قتل و غارت، کلہوڑا خاندان کا زوال بعض معزز شخصیتوں مثلاً شاہ عنایت جھوک والے مخدوم عبدالرحمٰن، میر بہرام خان، میر صوبدار خان، سرفراز خان اور میر بجار خان کے بہیمانہ قتل ایسے سانحے تھے، جنہوں نے لوگوں میں دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا احساس گہرا کر دیا تھا۔

بیدل کے اپنے عہد میں تالپور حکمرانوں کو انگریزوں نے شکست دے کر پورے سندھ پر قبضہ کر لیا۔ اس قبضے کے دوران ان اجنبی حکمرانوں نے شاہی

محلات کو جس بیدردی سے لوٹا۔ بیگمات سے زیورات اور کپڑے اتار کر انھیں ننگا کیا۔
حیدر آباد اور خیرپور کے حکمرانوں کو لوٹا، کلکتہ اور ہزاری باغ میں نظربند کیا۔ اس سے
پورے سندھ میں مایوسی اور خوف وہراس پیدا ہوگیا۔ اور لوگوں میں زندگی سے بیزاری
اور خانقاہی نظام میں سکون کی تلاش کا رجحان غالب آگیا۔

عام طور پر کسی شاعر کے تنقیدی مطالعے میں اس کے مزاج اور عقائد کے علاوہ اس
دور کے سیاسی و سماجی حالات سے پیدا ہونے والے نظریات کا مطالعہ ضروری ہوتا ہے۔
بیدل کی سرائیکی شاعری پر اس عہد کے سیاسی و سماجی حالات سے پیدا ہونے والے نظریات
کے ساتھ ساتھ آپ کے مزاج کا بھی گہرا اثر ہے۔ اگرچہ بیدل کی شاعری میں خاندانی مذہبی عقائد کا بھی
پرتو ملتا ہے جن کا اظہار مناقب، تاریخ گوئی اور مرثیوں میں ملتا ہے۔ لیکن یہ رسمی قسم کی شاعری
ہے۔ بیدل کی بھرپور شاعری جو زیادہ تر "دوہڑوں"، کافیوں اور سی حرفیوں پر مشتمل ہے۔
وجودی نظریئے اور عشقِ الٰہی سے متعلق ہے۔

انگریزوں کی آمد سے سندھ کے جاگیردارانہ سماج میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی۔ انہوں نے
نہ صرف اس نظام کو باقی رکھا بلکہ کئی نئے جاگیردار بھی پیدا کیے۔ لوگ جن کی اکثریت زمین سے وابستہ
تھی اسی طرح جاگیرداروں کے دامن سے بندھے رہے اور پہلے کی طرح اپنی غلامانہ زندگی پر شاکرو
صابر رہے۔ حتیٰ کہ غلامی کا تصور صوفیانہ شاعری میں نفرت انگیز لہجے کی بجائے خوبصورت
معنی میں استعمال ہوتا رہا۔ بیدل فرماتے ہیں ؎

باہنپ والی قید میں آیا ۔ نبی علی رابطہ نام سڈایا
چھوڑ خدائی خطاب

اس دور میں جاگیرداروں کی غلامی نے لوگوں کے شعورِ ذات کو اتنا کمزور کردیا کہ وہ اس
کی نفی کو ایک اچھا عمل تصور کرنے لگے ؎

نابودی وچ اپنا جائی ۔ سالک سارا وجود

---

۱

معدومی دے مے خانے توں ۔ پُر پی جام شہود

ایسے سماج کے اندر مظلوم طبقے کے اندر انسانی عظمت کے احساس کا مر جانا لازمی تھا نیتجتہً وہ خود کو مسکین کمزور اور بیکس سمجھنے لگے یہی وجہ ہے کہ بیدؔل کے کلام میں اکثر اوقات اپنے لئے "نمانے" کا لفظ استعمال ہوتا رہا۔ ممکن ہے بیدؔل تخلص بھی انہیں خیالات کا عکس ہو ؎

ڈیکھ اساڈا حال نماناں ۔ مہر نظر مڑ بھال

---

بیا سبھ عالم وسدا ہسدا ۔ عاشق پھرن نمانے
یار جنھاں سر آیا

بیدؔل ایک شریف اور منکسر انسان تھے۔ آپ کی شاعری میں یہ منکسر المزاجی اور دھیما پن آپ کے اِس مزاج کا پر تو ہے کیونکہ آپ اپنے ہمعصر شاعر حسن خان لغاری کے کلام کی گھن گرج اور شان و شوکت کی بجائے اپنے کلام میں نرمی اور سادگی کا زیادہ اظہار کرتے ہیں۔

جہاں انقلابی فکر رکھنے والے نقاد تصوف کو دورِ انحطاط کی علامت گردانتے ہیں۔ وہاں وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ کوئی نظریہ سراپا برائی نہیں ہوتا تصوف نے دورِ انحطاط کی پیداوار ہونے کے باوجود دنیا پر بھرپور مثبت اثرات بھی ڈالے ہیں۔ انسان کے اندر جو شیطان چھپا ہوا ہے اس سے ہمیشہ فیصلہ کن جنگ صوفیائے کرام نے لڑی ہے اور اس پر غالب بھی رہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیا کے کردار نے ہر جگہ علماء کی بوجھل علمی بحثوں کی نسبت زیادہ لوگوں کو متاثر کیا ہے ؎

عالم فاضل ونج میتیں بہہ بہہ مسلے کرندے
نیک نامی کوں چھوڑ اساں ہُن راہ رندی دے ٹُرندے
با جھوں حرف عشق دے بیدؔل بیا کوئی سبق نہ پڑھدے

ے لوکاں کننر قدوری پڑھدے عاشق علم لدنی
وحدت دے دنیا میں عقیدی نہ شیعی نہ سُنی
بیدلؔ نال یقین بٹھائیں چھوڑ دلیلاں طنی

جیساکہ فیروزالدین منصور نے لکھاہے جب حاکم و محکوم کی تہذیبیں ایک دوسرے پراثرانداز ہونے کے ساتھ ایک نئی مشترکہ تہذیب کی صورت میں نشو ونما پاتی ہیں اتحاد اور یک جہتی کے جذبے کو ابھارنے کے لئے اس زمانے میں وحدت الوجود کا ہتھیار موثر ثابت ہوتا ہے۔

کلہوڑوں کے بعد ٹالپوروں اور ان کے بعد انگریزوں کو اس بات کی سخت ضرورت تھی۔ اس نظریے کو پروان چڑھایا جائے۔ تاکہ اتحاد اور یکجہتی کے نام پر وہ اپنی بادشاہت یا حکومت کو مستقل کرسکیں۔

وجودی نظریے نے جہاں ان کی اس ضرورت کو پورا کیا۔ وہاں اس نے لوگوں کے درمیان مذہبی تعصب کو ختم کرکے رواداری کے جذبے کی بھی حوصلہ افزائی کی۔ اور اسطرح مختلف مذاہب کے پیروؤں کو ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقع دیا ے

آپے ہندو مومن ایک ـ دتج عقیدے وحدت والے

انگریزوں نے اگرچہ جاگیردارانہ سماج کو باقی رکھا۔ لیکن وہ اپنے ساتھ نئی ایجادات اور نئے خیالات بھی لے آئے۔ جس سے جاگیردارانہ سماج کے ٹوٹنے اور پرانے خیالات میں تبدیلی کی غیرمعلوم بنیادیں ضرور پڑگئیں۔ بیدلؔ جیسے ذہین انسان نے ان خیالات کا پرتو دیکھ لیا۔ یہی وجہ ہے کہ بیدلؔ کے پیرزادانہ مذہبی خیالات پر تنقید ملتی ہے ے

آپے وسدا آپے ـ ہے شیعہ سنی کون!

---

ے مذہب داسٹ کوڑا جھگڑا ـ وحدت دا کھن راہ

فریڈرک اینگلز نے بالزاک کے ایک ناول کے مطالعے کے بعد کہا تھا۔ کہ مجھے

اس ناول نے فرانس کی تاریخ کو سمجھنے میں تاریخ کی کتابوں سے کہیں زیادہ مدد دی ہے بیدل کے کلام میں بھی ہمیں اس عہد کے خیالات و نظریات کا بھرپور عکس ملتا ہے اور یہی فن کی معراج ہے۔

بیدل نے بعض شعراء کی طرح اپنے نظریات کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا بلکہ انہیں خوبصورتی اور سادگی سے مدھم لے میں علامتی انداز میں اس طرح پیش کیا ہے جیسے

ع میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

علامات کا استعمال سیاسی جبر و تشدد کے دور میں صرف اپنے خیالات کو معانی پہنانے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ فن کی خوبصورتی اور بلند معیار کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ بیدل کے ہاں علامات نے فن کو معراج کی منزل پہ پہنچایا ہے۔

فریڈرک اینگلز کے خیال کے مطابق کسی تخلیق میں مقصد جتنا زیادہ چھپا ہوا ہوگا۔ فن پارہ اتنا ہی بلند ہوگا۔ بیدل نے اپنی شاعری میں علامات کے ذریعے اپنے کلام کو خوبصورت لباس پہنا کر قاری کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس سے آپ کا فن کسی مُلّا کی تبلیغ کی بجائے کسی گلوکار کی مترنم آواز بن گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیدل کے ہاں صوفی، منصور، رانجھا اور کنز ہدایہ اپنے علامتی معنوں میں ملتے ہیں ؎

شیعہ سنی بھیوں سوکھا ۔ صوفی کون سڈاوے گا

---

؎ منصوری مذہب دے باجھوں ۔ اس رستے آوے کون؟

---

؎ سجدہ کیتا سادڑے ساہ ۔ رانجھے کوں روزِ ازل وچ سئیں

---

؎ ملاں پڑھدے کنز ہدایہ ۔ رندی رمز سُنا دے کون؟

---

حصّہ دوم

# ڈوہڑے

(۱)

کشف قبور قلوب نہ منگیں، منگیں درد ہکلّا
مے نوشاں دا مشرب چوکھا تسبیح چھوڑ مُصلّیٰ!
منصوری منصب دا بیدؔل ہے مقصود مُعلّیٰ!

(۲)

ماہی نال اساڈیاں اکھیاں بگیاں وہ وہ لوکاں
شاہ حسن دیاں فوجاں چڑھیاں نازدیاں مارن نوکاں
بیدؔل عشق محبّت باجھوں پی سبھ کوڑی ہوکاں

(۳)

نرگس نین ساڈے دلبر دے یا وت پریم پیالے
بازاں وانگوں ڈیون باولیں، کھاون خوب نوالے
بیدؔل ماس دلیں دا منگدے کون انھاں نوں پالے

(۴)

آہو چشم ساڈے سجناں دی، یا وت شیر شکاری
بنڑچھی وانگ ڈکھالی ڈیندین یا کالی تیز کٹاری
نیزا ناز نسنگ[۱] مرنیدے ہاتنک[۲] وچ ہسواری
بیدؔل بچن محال انہیں دا، جا اکھیاں دی ماری

---

۱ دلیر۔ بہادر ۲ ہوشیار۔ چالاک

(۵)

عالم فاضل وچ میتیں بہہ بہہ مسلے کرُندے
نیک نامی نوں چھوڑ ساں ہُنْ راہ رندی دا ٹرُندے
باجھوں حرف عشق دے بیدلؔ ہیا کوئی سبق نہ پڑھندے

(۶)

ذات صفات بکا کر جانی پی کوئی بھول نہ بھلیں
جیہی ویس لبیں میں ویکھیں چال ادب دی چلیں
وحدت دی وادی میں آکر ول نہ پچھوتیں ولیں

(۷)

عشق لگا تدبیراں چکیاں بار غماں سر آیا
درد فراق دا سندے لئے سینے سوز سمایا
بیدلؔ برد دے باجھوں جگ میں جیون مخفی اجایا

(۸)

جنگ جدال مذہب والی سالک ترت ٹُٹیندی
ذوالفقار برہ دی ہتھ کر بستی ہر بنیدی
بیخودی دی مے پی بیدلؔ میں دی بار ٹٹیندی

---

ۓ ٹٹیندی

## (۹)

حاجی حج ثواب دے طالب، عشق عشاقاں بھانڈد
محبوباں دی طرف تنہن، سے کرن طواف تنانذا
جتھاں جمال ماہی دا ڈِٹھڑا، حج قبول اتھاندا

## (۱۰)

عشق اساڈے سر تے سیّاں ڈاڈھا کٹک چڑھایا
ابرو چشم تے خال زلف دی، چلکے تاب ڈکھایا
حُسن دی فوج دی ڈیکھ سیاست میں تاں ہوش گنوایا

## (۱۱)

نین سپاہی سُر سُرداہی[1]، مغلاں[2] وانگ مرنیدے
بیکس بیدل شوداں نوں ہس ہس قتل کرنیدے
لُٹ جُھر مار اُجاڑ بناون، جیہی طرف چڑھنیدے

## (۱۲)

رانجھو[3] نال پریت لگایم، چھوڑ کے[4] مٹا چاری
رنگ[5] پور دے وِچ مول نہ رہساں ویساں تخت ہزاری
نیناں دے وِچ نین لگا کے، سُرت[6] گنوایم ساری
میں تاں رانجھو ہکو ہوئیس، کرُندین شکر گزاری

---

۱ مراد ہجان سے لاد ۲ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۳ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۴ رشتہ دار
۵ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۶ ہوش عقل

(۱۳)

ماہی نال اساڈیاں اکھیاں، آ اچانک اُڑیاں
ناز حُسن دیاں فوجاں ڈیکھو نال کٹک دے چڑھیاں
بیدل بے پرواہ بلا شک خون کریندیاں کھڑیاں

(۱۴)

لوکاں کنزُ قدوُری پڑھدے، عاشق علم لدُنّی
وحدت دے دریا میں بھِیندی، نہ شیعی نہ سُنّی
بیدلؔ نال یقین نبھائیں، چھوڑ دلیلاں ظنّی

(۱۵)

ہُوُ دے باجھوں، بیا سبھ پڑھیا، سانوں عشق بھلایا
وحدت دی تحصیل میں مطلب بیا سبھ علم اجایا
بیدل تھی غلام انھاندا جنھاں مذہب دین گنوایا

---

۱۳ تا ۱۵ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

# کافیاں

## ۱

اَج پیا[1] ہوری کھیلن آیا
سبھیں رنگے بیرنگ سمایا
سبھیں[2] روپ اُروپ سماوت ۔ وحدت کثرت رمز سلاوت
نوع بہ نوع جانی جلوا پایا
بندرا[3] بن میں کھیلے ہوری ۔ شام سندر[4] دِل لُٹدا زوری
چشم اہیں نے سانوں چیٹک لایا
عطر گلال عنبیر اڈاوَن ! ۔ گھُٹ گھُٹ گیت الستی گاوَن
ہَس ہَس میں نوں تہ برہ[5] بچھایا
بیدل ہوری حیرت والی تیہی[6] کھیلن کھیل نرالی !!
بار برہ جیہناں چُم ہسر چایا

---

[1] محبوب [2] ہوا، [3] بیکڑوں [4] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں [5] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں
[6] اصلی ۔

## ۲

جانی جوگی دا کر بھانا
راہ مسافر آوندا!

سر پر کلنگی مکھ وچ مرلی ۔ گیت الستی گاوندا
رنگ پور دے وچ بنا کر بیٹھک ۔ رانجھو رمزاں لاوندا
مشتاقاں دے مارن کیتے ۔ خونی چشماں چاوندا
گھور نیناں دی نال اچانک ۔ ہیر نمانی نوں گھاوندا
بیدل نال کرم کر سوہنا لا کر نینہہ نبھاوندا

(سُر جوگ)

---

۱ ؎ رنگ ۔ خونریز

# ۳

## چلوری سئیاں چمن جا ویکھیں
## آپ چمن میں آیا

آیا شاہ حسن دِل جانی ۔ باغ صفاتی وِچ سیلانی
رِنجھن پیا کورا یا
الف دی صورت سرو سونہارا ۔ اثباتی نوں کر اظہارا
وہم وجود ونجایا!
ہر گُل میں خوشبو سکائی ۔ وحدت دے وِچ بوڑ بیائی
چھوڑ بیا رِفکرا جایا
بیدل سُن "ثُم وجه الله" ۔ ہر جا گُل گلزاری وَہ وَہ
ہادی حق فرمایا!!

سُر بسونت

---

۱۔ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں۔

# ۴

دِلبر ساڈے وِیڑھے
ناں[۱] اللہ تُسیں آنا

مشتاقاں نوں نال مہر دے ۔ ماہی مکھ وِکھانا
دردمنداں نوں نال مہر دے ۔ اِتنا نہ ترسانا
کڈاں کر لیسیں مُحب مسافر ۔ ساڈے کول توں تھاٹنا
بیدل آکھے تیڈے باجھوں
ساڈا روح نمانا

(سُر بلاولی)

---

۱ نام

## ۵

دم مولا دم مولا
نہیں اتھاں کجھ بھولا

دین کفر دا ویکھ ونجایا ۔ رمز رندی دا رولا
پہرن والا ہکو رانجھن ۔ لکھیں ھزاریں چولا
اوّل آخر ھو حق ظاہر ۔ گم تھیا وچوں گولا
لاشک آپ نوں ہوئی سمجھن ۔ بئی جیندا گولا
بیدل مجھن کرماہر تھیویں
عبدیت دا اولا!

(سر جوگ)

---

ط پہننا

# ۶

ڈاڈھا اوقات کو آیا
سر منصور[۱] دے یارو!

اُہیں اوقات دی حالت ۔ اُسکوں گجھڑا راز سُلایا
لُوں لُوں اندر جا اِہیں دی سوز دا بحر سمایا
برہے دا بانکے بار گھنیرا بسم اللّٰہ کر چایا
بعد اماماں اُہیں عاشق نُوں گھاءِ[۲] عشق دا گھایا
عشق دے باجھوں بیدلؔ
جگ وِچ جیوݨ محض اجایا

(سربلاولی)

---

۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۲ گھاؤ

۷

ڈاڈھا چیٹک لایا
اکھاں ناز بھریاں

ڈیکھو سیالیں رمز غمزیں ۔ رانجھو دا روح ریجھایا ،
صورت والا ویس عجائب ۔ بہوں سانوں خوش آیا
سُدھ اُہیں نوں ساری ہوسی ۔ جی گھوڑ[1] نیناں دی گھایا
تخت ہزارا چھوڑ ڈتو سی ۔ جھنگ سیال سیبا[2] یا
لگی محبوباں دی جاوے کوئی
بیدل بخت سوایا

(سُر کاموڈ)

[1] زیادہ ۔ صدقہ ۔ تصدق [2] پسند آیا

# ۸

## رنگ ثبوت صفائی دا
## آہے شعلہ شمع الٰہی دا

آدم بن کے زمین تے آیم ـ نوح اُتے طوفان چڑھایم
کھوڑی وچ خلیل سڑایم ـ جلوہ ذات ضیائی دا
کڈاں قاری آیاتی وچ ـ کڈاں وت رند خرابی وچ
ہوحق ہر سُو اشباتی وچ ـ ناں سفید سیاہی دا
کڈاں قلزم وانگر جوشی ـ کڈاں وت بیخودی وچ مدہوشی
کڈاں حیرت سوں ہم آغوشی ـ کڈاں احوال جُدائی دا
"انا احمد" رمز نہانی ـ "بلا میم" احد عیانی
سُبحانی ما اعظم شانی ـ شان شرافت شاہی دا
قادر عشق دیاں کر اثباتیاں ـ کہہ توں "انا الحق" والیاں باتیاں
جام وحدت پی ڈینہاں راتیاں ـ ماریں طبل خُدائی دا

سُر برده

---

۱ بھٹی ۲ دیکھنا ۳ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۴ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں۔

# ۹

سانوں محبوباں دی ماݨے
ڈاڈھا پیٹنک لایا

ݙیون طعنے ماہی والے ۔ سانوں لوک ایاݨے
دو نہاں درد ݙکھایا
ناز نیاز دے تیڈے میڈے ۔ ڳالھیں ڳاسن ڳاݨے
محبت شور مچایا
بیا سبھ عالم رسدا ودا ۔ عاشق پھرن نماݨے
بار جنھاں سر آیا
نفل نمازیں وردِ وظائف ۔ عشق بنا ملواݨے
کر ندے جھد اجایا
ݙو ہیں جہان ظاہر باطن بیدل خیال اکاݨے
عشق والا رکھ رایا
(سر جوگ)

ما بے قراری ۔ جادد

۱۰

سانوں نیناں دے ناز
ڈاڈھا چیٹک لایا، لایا

چوچک جائی ڈُلیسی جائی ۔ سر وچ سوز گداز
عشق جنھیں سر آیا، آیا
روز الست اساڈی رہاں ۔ عشق دا سُن آواز
بار غماں سر چایا، چایا
محبوباں دے نین شکاری ۔ جیویں بحری باز
گھُور انھاں دی گھایا، گھایا
شاہ منصور جیہی بےسرپا ۔ صورت وچ مجاز
سر حقیقت پایا، پایا
بیدل نال سبب دے ساڈوں ۔ ہادی ملیا ھمراز
عشق خودی نوں کھایا، کھایا

(سر جوگ)

---

۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

## ۱۱

### سوہݨا تیڈی چشماں
### سانوں چیٹک لائی

مَن مُشتاقاں دا رمزیں غمزیں ـــ گھُور تُساڈی گھایا
دام زلف دی دلڑی ساڈی ـــ نال فریب پھسایا
روح اساڈی نال روز ازل وِچ ـــ پرت دا پیچ تو پایا
ڈیکھݨ سیتی سوہݨی صورت ـــ محبّت مچ مچایا
بیدلؔ بردا تیڈڑے در دا ـــ جنھن سر تیڈڑا سایا

(سُر بسنت)

## ۱۲

شاہنشاہ سیالیں دے وچ
شوقوں چاک سڈایا

تخت ہزارے والے نوں بھیا ـ سیر کرن دا رایا
یار بیر نگی کانڑ تماشے ـ سبھیں رنگ بنایا
شاہ لباس چاکاں دے پہرے ـ کثرت سٹھاہ بٹھایا
ونجلی آہیں دی دل ساڈی نوں ـ زمزیں نال ریجھایا
ٹھگ دلیں دے ساکوں بیدل
ڈاڈھا چیٹک لایا!

(سرجوگ)

## ۱۳

شاہ دریا لہر وِچ آیا
بیرنگی وِچوں رنگ بنایا

موج محیط دی کیتا پسارا ـ اندر باہر یار نیارا
آپ وِچ آپلے آپ سمایا!
بار برھ دا باری جو جاتا ـ عرش ملک افلاک نہ چاتا
عاشق سارا سر تے اٹھایا
عاشق دم منصوری مارن ـ مویاں نوں "قم" آکھ جیارن
سرِ سبحانی عشق الایا!
بیدل جو باطن سوئی ظاہر ڈیکھیں تھیویں جڈاں توں باہر
عشق عجب اسرار چھپایا

(سُر کاموِل)

---

عا

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند (حافظ)

# ۱۴

## شاہ حُسن دا شان
## برھ بیان کریندا

شاہ حُسن دیاں عجائب چالیں ـ نئوں نئوں ڈیندا روز ڈکھالیں
صورت وِچ سُلطان ـ اکھیاں آن اُڑیندا
شاہ حُسن دیاں چڑھیاں فوجاں ـ جل دے وانگُوں ڈیون موجاں
تُرت کرے طوفان ! ـ جسم جہاز بوڑیندا !
شاہ حُسن دیاں ہل ہنگاماں ـ نیندا[۱] دین کفر اسلاماں
جابر وِچ جولان !! ـ "لِمن الملک" پڑھیندا
شاہ حسن دا ڈیکھ تجلّی ـ چھوڑ ڈِتا صنعان مُصلّی[۱]
خوک چریندا خاں ـ وِ رخ قدم دھریندا[۱]
قبل الموت مریندا جوئی ـ حسن دا شان سنجانے سوئی
بیدل عشق عیاں ـ دم منصوری مریندا

(سرآسا)

---

۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

# ۱۵

## عشق لگا سانوں مایا مایا مایاؔ

عشق دا مہنا وِچ سیالیں ۔ جُھم اساں سر چایا چایا چایا
عشق جوگی دا الویں اچانک ۔ سر اسا ڈڑے آیا آیا آیا
اہیں سیلانی ماہ میڈے نوں ۔ ڈاڈھا چیٹک لایا لایا لایا
صورت والڑی ویس میں الجھن ۔ پیچ ساڈے نال پایا پایا پایا
چاک سڈاوݨ ذات چھپاوݨ
بیدل یار دا رایا رایا رایا

(سُر جھنگلو)

---

ما سرمایہ ۔ پونجی ۔

## ۱۶

عشق کیا الہام ۔ سنگر شبد[1] سناویگا
ردم ردم میں رام ۔ گیت الستی گاویگا

عاشق لوگ ابھیاس کماوے ۔ انحد[2] باجا برہ بجاوے
ھو ھو ھل ھنگام ۔ محبت شور مچاویگا
جل تھل مظہر حق دا رایا ۔ آدم مخزن سر نیارا
محبت والے مام ۔ سنت[3] سچا سمجھاویگا
بیدل برہ کی بازی کھیلے ۔ "فی انفسکم" راز پچھیلے
چھوڑ کفر اسلام ۔ ہر جا حُکم ہُلاوے گا

(سُر کلیان)

---

[1] شور۔ آواز [2] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں [3] نیک [4] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

## ۱۷

کوئی عاشق بے سر بے پا ۔ اس رستے میں آوے گا
دو جگ اپنا جوئی گنوائے ۔ سو منصب پاوے گا
عقل علم دی جا نہ کائی ۔ دین کفر جل جاوے گا
جس ویلھے عشق دی آتش ۔ پھوک اُڑاہ چاوے گا
مذہب دی باتیاں نوں برہا ۔ ہک پل وچ اُڈاوے گا
صوفی لا مذہب مستی وچ ۔ "انا الحق" الاوے گا
شیعہ سُنّی جھیوڑ سو کھا ۔ صوفی کون سڈاوے گا
بے سری دا منصب پا کر ۔ سولی سر چڑھاوے گا
بیدل جوئی وحدت دے وچ ۔ وہم وجود ونجاوے گا
جا بجا آہیں کوں جائی ۔ ماہی مکھ وکھاوے گا

(سُر مالکوس)

---

۱؎ ضرور ۔ یقینی ۔ سچ مچ

## ۱۸

لُٹ نیتیٔ دِل ساڈی ۔ ہُݨ کریندائی ماݨا
در تیڈڑے تے سوہݨا سائیں ۔ روح اساڈا وکاݨا
ڈیکھ کے تیڈیاں بے پرواہیاں ۔ ساڈا جی کُماݨا
شوق تیڈڑے دا عشق چنگڑا ۔ ساڈڑے ساہ سیباݨا
شمع حسن دا بیدل عاشق
تھیا دِل بھی پروانا

(سُر جوگ)

## ۱۹

ماریا مینوں، جوگی کیہا جادو لایا
جوگی ڈاڈھا جادو لایا

میں نمانی نوں رانجھن ڈیکھو ۔ جادو جوڑ بچھایا
دھن دھن مُرلی دی سُن ہیں سیّاں ۔ رو رو حال ونجایا
سبھ سیالیں خوش رسدیاں وسدیاں ۔ برھہ ساڈے بھاگیں آیا
عشق اساڈے سرناز حسن دا ۔ کیڈا کٹک چڑھایا
ہیر حیرت وِچ بیدل نت جالے
ڈیکھو رانجھو دا رایا!

(سُر مالکوس)

سکھی وسے آپ دکھی رہے آپ ۔ توں بجھ آپ نوں وچوں نہ آئی
آپ سوہنا آپ رہے میاں

"کثرت" والڑا مٹھا ٹھالیں ۔ بار غماں دا سر تے چالیں
جالے وچ عذاب

بانھپ والی قید میں آیا ۔ نبی علی راتھ نام سڈایا
چھوڑ خدائی خطاب

شاہ شہید دا بیک بناؤندا ۔ شان شہادت پر توں پاؤندا
ہستی دا چھوڑ حجاب

مستی دے وچ من من کروندا ۔ سوز گداز دی سولی چڑھندا
سٹ سوال جواب

بیدل سمجھ توں گالھ ہماری ۔ شہ سینے وچ ہویا بیکاری
جانڑ خودی نوں خواب

(سُر دیسی)

## ۲۱

سالک سیر سلوک دا کر ـ چڑھ عشق والی عرفات
تیڈے وِچ حقیقی کعبہ ـ کر دور سبھا درجات
بدھ احرام توں وحدت والا ـ ہک جائی ذات صِفات
وِچ صفا مروے محبت دے ـ دم دوڑیں ڈینہاں رات
کر قربان خودی نوں بیدل ـ پھر عشق دا ڈس اثبات

(سُر سارنگ)

---

۱؎ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

## ۲۲

### سالک چھوڑ وجود ۔ بیا کجھ فن فنون نہ چلندا

نابودی وِچ اپنا جانی ۔ سالک سارا شُود
لا اِلٰہ زبانوں آکھیں ۔ تِنہی تھیو نابُود
باجھوں فنا دے مول نہ تھیوے ۔ منصوری مقصود
معدومی دے مے خانہ توں ۔ پُر پی جام شہود
"موتوا قبل الموت" میں تیڈا ۔ بیدل ہے مہبود

(سُرجوگ)

---

۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

## ۲۳

آ وس نیڑے یار ۔ دلبر نہ تیں مرولیساں
ساڈے دِل دی طرف تساڈے ۔ تانگھ لگی تکرار!
آنگݨ اساڈے سوہݨا سائیں ۔ آسیں توں کھڑے وار
دردمنداں دیاں سݨ دھائیں ۔ مُکھ ڈکھا من ٹھار
سوز فراق دے کیتے خستہ ۔ سوہݨا نہیں توں سنبھار[۱]
وَھُوَ مُعَکُم[۲] اپنے قول کوں
بیدل نال توں یار[۳]

(سُر جھنگلو)

---

[۱] سنبھال [۲] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں [۳] نبھا

## ۲۴

حُسن تساڈے سہیں چاڑھے ۔ سولی تے منصور
خونی نین خماری تیڈے ۔ مست پھرن مخمور
چوٹ چشم دی، عشاقاں نوں ۔ کیتا چکنا چُور
شیخ صنعانؔ نوں کیتا عشقے ۔ ملکیں وچ مشہور
تیڈے کیتے کھڑا پکارے ۔ موسےؑ برسرِ طور
تیڈے مشتاقاں نوں نہ بھاون ۔ توں بن حور قصور
ہر شے دے وچ کیتا جائے تیڈی ذات ظہور
بےدِل وحدت دا تھئی ماہر
وہم دوئی دا کر دور!

(سُر بلاولی)

---

۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

## ۲۵

ساڈی طرف سینھا پہنتا ۔ ہے اج سوہنٹے یار
آسوں دیس لساڈے جائے ۔ صورت کر سینگار
خلعت خاص حسن دی پہری ۔ آ تھیسوں اظہار
صورت وچ ڈکھالی ڈیسوں ۔ تینوں آ تکرار
ناز دے ناوک خوب مریسوں ۔ کر سوں خون ہزار
کنھن نوں آتش وچ سٹسوں ۔ کنھن نوں سر بردار
لیلے نال سڈ الکھس گھنسوں قیس دا صبر قرار
بیدل ڈیکھ حسن دے اولے
نور ساڈا نروار

(سر بروہ)

---

۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں۔

## ۲۶

عشق دی کر امداد دے
لُڑ تساڈے میں لگیاں یار

نظر نہ آئی اصل اساں نوں ۔ شوق جیہی کائی شادی
عقل اندوہ کنوں بھگیاں یار
ویرانی وچ حسن ہنگامے ۔ آن کیتی آبادی
تار نیناں دی میں تگیاں یار
حسن دے آئے، حال ہوئی ۔ آپ کنوں آزادی
نوبتاں نیہن دیاں وگیاں یار
بیدل نال لے رکھ ہر حالے ۔ تینوں ہے قسم خدا دی
رانجھا توں رمزاں اگیاں یار

(سُر کاموں)

۲۷

عشق لگا تدبیراں چُکیاں
عقل دا گیا اِختیار

ناوک ناز دا لگڑا جنھن نوں ـ روندا زارو زار
عالم فاضل عشقوں ہوندے ـ جے سر بے دستار
شاہ رانجھو کنوں تخت چھڑایا ـ کیویں تخت ہزار
حُکماً آن وچایا عشقے ـ یوسفؑ وِچ بازار
پیر طریقت خوگ چراوے ـ گل دے وِچ زُنّار
شاہ منصور نے برہے کیتا ـ سُولی دا ہِسوار
بیدلؔ ورد عشق دی کشتی
تُرت پچاوے پار!

(سُر جوگ)

## ٢٨

عشق دے لاوݨ کیتے ۔ چھوڑیس تخت ہزار
چاک بݨ اوندا ۔ آپ رُلاوندا
جھنگ سیالیں رانجھو آیا ۔ عبدیت دا منصب پایا
اپݨی خواہش ڈھو لئے ۔ سرتے چاتا بار
گلی گلی وِچ پھیرا پاوندے ۔ نال سیالیں رمزاں لاوندے
مُکھ وِچ مرلی رکھیندا ۔ کرندا درد پُکار
چھوڑیس شاہی پہریس گدائی ۔ رانجھو رکھندا خیال خدائی
عشق دی وَنجھلی وجیندا ۔ رُوندا زار و زار
جوگ کماوݨ کُن جھنیندا ۔ "انا" الاوݨ دُم اٹھیندا
نعرہ نیہن مریندا ۔ آپ تھیا اظہار
ہویا ظاہر شاہ مہانا ۔ انھیں انھیں ذاکر مہانا
کیہی چال چلیندا ۔ بیدل رانجھو یار

(سُر پُوربا)

## ۲۹

نیہن دے نکتے سالک سمجھن
کڈاں نہ پڑھن[1] اور !!

اُلٹا بھید سو برھے والا! ۔ سُن سُن عقل تھیوے متوالا
ذہن رہے بے زور !!
عارف علم گجھی دے عالم ۔ وحدت والے صوفی سالم
ویندے کتاباں چھوڑ !!
رند لگا نے چھوڑ کتاباں! ۔ ویندے شوق دے راہ شتاباں
دام دوئی دا توڑ !
احدیت دا علم پڑھیندے ۔ دم منصوری مرد مریندے
بہندے تخت لہور !
بیدل خیال خودی دا کھاویں ۔ تڈاں توں مطلب دل دا پاویں
وہم بسائی دا بلوڑ

(سر بروہ)

---

[1] سمجھنا۔

## ۳۰

ظاہر بیں سمجھ نہیں سگدی ۔ رنداں والڑا راز
سوہناں راہ حقیقت دا[1] ہے ۔ لاشک عشق مجاز
"لن ترانی[2]" عشقاں نالے ۔ اُنہاں نے سوڑا ناز
"من خدا[3]" عطار نہ آکھیا ۔ اُکھیں دا نہ آواز
آپ اکھیندا یار "انا الحق" ۔ سُولی چڑھ سرباز
کتھاں بنا وے نازدی مسند ۔ کتھ دل کرندا نیاز
کتھاں بے پرواہ چلیندا ۔ کتھ وچ سوز گداز
بیدل دو جگ طعمہ[4] کریندا ۔ عشقے دا شہباز

(سُر نٹ کلیان)

---

۱؎ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۲؎ بالکل سراسر ۳؎ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۴؎ لُقمہ

## ۳۱

صورت دا واپاری
آیا ساڈے دیس

عشق دے کیتے رانجھن کیتا ۔ چھوڑ کے تخت ہزاری
جوگی دا لڑے ویس
رنگ پور دے وچ ڈیرا کر کے ۔ شاہ پھرے بکھیاری
درد کیتا درویش
درد فراقوں در در رانجھو ۔ رو رو کرندے زاری
عشق دا ہے آبیش
آ اٹھاہیں سر تے چاٹس ۔ بار دکھاندی باری
پرت لائی پردیس
بیدل جیہی کیتی یارو ۔ ہزاریں ہک واری
ناوک تاڑ ندی [illegible]

(شرنٹ کلیان)

---

لہ چاہت محبت۔

# ۳۲

آہے ہندو مومن ایک
وِچ عقیدے "وحدت" والے

حاجی بݨ کے مکّے ویندا ۔ آپ کہے لبیک
کاشی متھرا آپ پجاوے ۔ آپ کرے سرٹیک
کائی "اناالحق" دا دم مارے ۔ کائی نمازی نیک
ہر مظہر وِچ بیدل آکھے
یار سلام علیک

---

۱؎ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۲؎ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۳؎ ؎ دیدۂ اوحدی بخاکِ درت
گوید اے طوطیا سلامٌ علیک

(خواجہ فخرِ جہاں اوحدی)

## ۳۳

آتوں اساڈے کول — سدا جیویں میں نمانی دا ڈھول
تیڈے شعر توں نت کریندیاں — جگی جگی د بج گول
سر تیڈے توں سوہنا سائیں — جندڑی گھتاں میں گھول
ناں عشاقاں دے رل مل راول — مٹھڑی بولڑی ' بول

درشن تیڈے دا بیدل پیاسی
سِگھڑ اگھونگٹ کھول!

(سر دھضا سری)

---

۱۔ دیدار

# ۳۴

راتیں ڈینہاں رکھیں دم دم تالے ـ وحدت والا خیال وے میاں
آپے عشق بے سر بے پا! ـ آپے حسن کمال وے میاں
سر اپنے دھر ہیر دا نالا! ـ کرندا جوڑ جمال وے میاں
چاک سڈاؤندا وچ سیالیں ـ شاہ شوریدہ حال وے میاں
درد عشق دا طالب تھیویں ـ چھوڑ سبھا قیل و قال وے میاں
وحدت دے شہبازاں وانگر ـ دوئی دا توڑ دوال وے میاں

بیدل آدم حیاتی دا جالیں
خیال "ہمہ" دے نال وے میاں

(سُر نٹ کلیان)

# ۳۵

رانجھا تخت ہزارے دا ساہیں ۔ سئیاں دی نِج پال!!
تیڈے نال میں جگ وچ ہلیاں ۔ سٹ رہیا سبھ سیال
تیڈے پاچھوں ہک پل جیوے ۔ ساکوں سو سو سال
جینڈی مارِ دی ہمیشہ بہوں ہاں ۔ بگڑی دامن نال
ڈیکھ اساڈا حال نماناں ۔ مہر نظر کر بھال
ساہ اساڈے سجدہ تُو ڈُوہن ۔ سوہنا لہیں سنبھال
بیدلؔ تیڈا دامن بگڑا
منگدا قرب کمال

(سُر جوگ)

## ۳۶

رنگ پور ساڈے روح نہ بھانویں ـــ وسیاں رانجھو دے نال
روزِ ازل کنوں رانجھݨ آیا ـــ ساڈا محرم حال
باجھوں ماہی دے ساکوں جگ وچ ـــ جیوݨ ہو یا جنجال
تخت ہزارے دا شاہ سیلانی ـــ چلندا چاکاں دی چال
بیخودی دا جام پیتوسے ـــ جلوہ ڈیکھ جمال
دین کفر لخطے وچ کڑھیا ـــ عشق دے جذب جلال
راہ منصوری اصل طریقت ـــ بیا سبھ خام خیال
خیال ہمہ دے نال توں بیدلؔ
کوئی ڈہاڑا جال

(سر جوگ)

## ٣٧

عشق دے اُلٹے کھیل
کوئی بانکا کھیلے

کھیت عقل دی ہک پل وِچ ۔ برہا کریندا بھیل
شاہ منصور نوں برہا بنایا ۔ عاشقاں دا سرخیل
شیخ صنعان جیہی کئی مقیّد! ۔ نیہن دا ڈاڈھا نیل
ساعت ساعت سولی ڈاہوں ۔ محبتیاں دا میل
بیدلؔ جنہاں نوں عشق نہ لگڑا
اُنہیں دی حق دا ڈِیل!

(سُر کاموں)

---

۱ فریاد

## ۳۸

## عشق دی اُلٹی چال
برباد دی اُلٹی چال ڑے میاں

راہ اہیں وچ کئی دِلاور ۔ درد کیتے پائمال
نا ایں مردیاں نہ ایں جیندیاں ۔ ہے ہے میڈے حال
رنگپور دے وچ موُل نہ رہساں ۔ ویساں ماہی دے نال
توں باجھوں ساڈا جی نماناں ۔ مہر نظر مُڑ بھال
بیدل کثرت چھوڑ تے تھیوے
وحدت نال وِصال

( سُر جھنگلو )

# ۳۹

ڈیکھو رانول رمزاں لایا
کیہیں کیہیں اساڈے نال

جنھن دا رنگ نکو نشانی ۔ نا ارضی نا اسمانی
آصورت وچ انسانی ۔ سو جلوہ ڈیندا جانی
ڈیکھ ہوش عقل کنوں گیاں ۔ بیرنگ برنگ مثال
الویں یار دا آہا رایا ۔ سبھ صورت آپ سمایا
کتھاں وحدت راز چھپایا ۔ کتھاں انا الحق الایا
حیرت وچ میں جو پئیاں ۔ ویکھ نو نو جوت جمال
سوہنا صورت بݨ بݨ آوے ۔ آ جھگڑیاں رمزاں لاوے
برہیں دا دود دکھاوے ۔ عشق والی دید اڑاوے
میں گھور نیناں دی گھیاں ۔ ڈیکھ چشمیں دی الٹی چال
کتھ مومن کتھ مغانہ ۔ کتھ فقہ پڑھے فرزانہ

کتھ عشق دے وچ افسانہ ۔ انھیں موزح کیتا مستانہ

حیران تے بیخود تھیاں ۔ ہے سمجھن گال محال
سبھ زہد عبادت چھوڑیں ۔ وچ جان جسم نوں بوڑیں
"ہستی" دا جھگڑا توڑیں ۔ بیدل "بھانبڑ" نوں پوڑیں
لامن تن برہیں بھیاں ۔ رکھ وحدت والا خیال

(سُر بردہ)

---

مڑ دیکھا ۓ غرور

## ۴۰

رُخ رانجھو دا کعبہ قبلہ ـ عشق دا بدھ احرام
لُوں لُوں دے وِچ لبیک دی وائی ـ ھو ھو ہُن ھنگام
نال طواف طلب دے سٹ توں ـ خیال خودی دا خام
وِچ صفا مروٰی مجت دے ـ بے سر دپا بھر گام
سر عرفات عشق دے ہوندا ـ عارف نوں الہام
خانے خاص خدائی دے وِچ ـ بیدلؔ کر بسرام

(سر جوگ)

## ۴۱

آپے وَسدا آپے رُسدا ـ ہے شیعہ سنّی کون؟
دین کفر اوصاف اُنھیں دے ـ کِتھے موسیٰ کِتھے فرعون؟
کیمیا گر اکسیر اِہوئ ـ جِیہا شِیہا تِیہا کون؟
کِتھاں حنفی آپ سڈاؤندا ـ مست کِتھاں مجنون؟
کثرت دے وچ آپ نہ پہرلیں ـ جامہ گُونا گون؟
بیدل رنگ دے اوہ ڈِٹھیں
بیرنگی بے چُون؟

(سُربلادلی)

# ۴۲

اوسیں کول اساڈے کیڑا نہاں
نت نہاریاں تساڈیاں راہاں

تونج حسن دی لٹیاں ۔ تیغ نیناں دی کٹھیاں!
مالے محبوباں دی مٹھیاں ۔ درد فراق توں کرنیدیاں دھاہاں
توں ہے میڈا موہن مٹھڑا ۔ توں جیہا اور نہ میں ڈٹھڑا
تو توں کیونکر جانواں چٹڑا ۔ تیڈی منگدیاں نت نگاہاں
زوراں زوری لتوڑی جالات ۔ پیچ پریت دا میں نال پات
دل ہن کیونکر چیتڑا جات ۔ سن عشق ساڈے دیاں آہاں
بس الاویں توں بیدل نالے ۔ تیڈے کیتے کد صد اکتالے
تیڈی پریت کول بیٹھا پالے ۔ سٹ خیال ثواب گناہاں

(شرگنوری)

## ۴۳

آتوں سنجھ صباحیں
ساڈے ویڑھے

توں بِن ساڈا حال نہ کوئی ۔ دلبر دور نہ جائیں!
نان اللہ دے یار پیارل ۔ ساڈیاں بخش خطائیں!
نان تیڈے جگ ونج ہلیاں ۔ اپنا ننگ نبھائیں!
آ اچانک لنوڑی لات ۔ ہُن دل چت نہ چائیں!
بیدل توں بن پھرے ویگاناں۔
ماہی مُکھ ڈکھائیں

(سُرنٹ کلیان)

---

۱۔ اُداس

## ۴۴

باجھ تیڈے مرجاوندیاں ! ــ طرف ساڈے مڑ آئیں
پلپل سٹھوں یاد جو پوندیاں ــ تیڈیاں وسدیاں جائیں
اگٹ اساڈے یار مسافر ! ــ سگھڑا پھیرا پائیں
نال عشاقاں راتیاں ڈینہاں ــ رمزاں نیاں نیاں لائیں
بیدل جیویں جوئی ڈہاڑا
گٹھ ہادی دا گائیں

(سر بروہ)

## ۴۵

تیرے لئی میں دلبر ـ پھرندا ہی دربدر ہوں
رندی و عاشقی میں ـ مشہور دہج شہر ہوں
تیری گلی میں آوندی! ـ ہت نت میں پھیرا پاؤندی
کیونکر توں مکھ چھپاؤندی ـ درسن کی منتظر ہوں
ساڈی طرف توں آویں ـ مڑکے کڈاں نہ جاویں
چاہیں تے ہس الاویں ـ مشتاق یک نظر ہوں
چشماں دیاں مارچوٹاں ـ عاشق دیاں بھنیج توں اوٹاں
رگھن بہہ دلیں دیاں گوٹاں ـ چشم بہ راہ گزر ہوں
بیدل ندھر نماناں ـ آدرتیڈے وکاناں
ایڈا توں کر نہ ماناں ـ تیڈا میں خاک در ہوں

(سربردہ)

# ۴۶

چلنڑدا چال "انانیت" دی — ہر مظہر سلطان
شیعہ آپ نوں ناجی جانڑے — رکھدا عالی شان
سُنی کر دیدار دے دعوے — خاص سڈا دے خان
ہندو مُسلم تھوڑ نیندے — باتیاں کر بیان
وِچ بہشت[1] وڑن نئیں ڈیندا — بے کون مسلمان
ڈڈو[2]، ڈبھیر، چمار تے چوہڑا — ہر کو وِتج ایمان
سمجھیں سِر حقیقت "ہر" دی — صد قون پڑھ سُبحان
بیدل یاد کریندا ظاہر
آپ نوں ہر عنوان

(سُر بلاولی)

---

۱ بہشت ۲ کند ذہن۔ بُدھو

# ۴۷

رانجھو نال میں ویساں
کھیڑاں بھیڑاں کنوں گیاں

عشق اساڈا شرم ونجایا ـــ ہُݨ میں پدھر پولیساں
میں ماہی دے ملک جو ہوئی ـــ شہر ڈھنڈراڈیساں
خاک مبارک در رانجھو دی ـــ چاہ کنوں میں چمیساں
میں رنگ پور توں کیتی بیزاری
بیدلؔ ول نہ ویساں

(سُر بلاولی)

## ۴۸

ساڈیاں تساڈیاں گالھیں ـــ بہہ بہہ کرسن لوکاں
نین تساڈے ساعت ساعت ـــ ناز دیاں مارن نوکاں
راہ مسافر مار گھتیوئی ـــ چشماں دی ڈتوئی چوکاں
دل ساڈے وچ آکر دیرا ـــ اکھیاں دے وچ جھوکاں
عشق والیاں دی عمر سجائی ـــ ہل سبھ پھر ندی پھوکاں
بیوس بگیاں اکھیاں بیدلؔ
سہساں لوکاں دی ٹوکاں

(سُر جوگ)

# ۴۹

عشق دی بازی کھیلن عاشق
سر سر بازی لئیاں

پہلے داؤ دلیں نوں جیتا ۔ بازی ہرہ دی بے خود کیتا
حال کنوں میں گیاں !
کیتی فوج حسن سواری ۔ نیناں دی گھن دست کٹاری
گھائل گھور دی تھیاں
آندے جاندے تیر چلاوندے ۔ سرعشاق نشان پھراوندے
نین سپاہی سنیاں
جلوا نور مقدس ذاتی ۔ ظاہر تھیا وچ پوش صفاتی
لاٹس برہا دیاں بھیاں
بیدل برہا داچوکھا مشرب ۔ دردعشق وچ ساڈا مطلب
سُکھے پریت دے پیاں

(سُر بروہ)

## ۵۰

کیہی لاتِ یار جانی
برہا دیاں سانوں بھتیاں

عشق دے جادو جوڑ بجھا لیو ۔ محبت کیتی مستانی
پیش نتا ڈے پیاں
لوکاں لیکھے گئی افعالوں ۔ درد کیتی دیوانی!
ہوش عقل کنوں گیّاں
بیدل تینوں دِل من ڈِتڑا ۔ ویکھ حسن حیرانی
موزح نیناں دی نیّاں

(سُر جوگ)

## ۱۵

### بگیاں، بگیاں بگیاں، دیداں بگیاں

سر دے نین سیاہی ـ وانگ شہبازاں دبیاں
جوگی دا مینوں جادو لگڑا ـ کرم قبیلے توں بھجیاں
مائی بابل عشق چھڑایا ـ تار تنا ڈڑے میں تگیاں
تیڈڑے طعنے ڈیون میں کوں ـ ل سیالیاں سبگیاں.
بیدل توں ہُن اورن پئیاں
تیڈڑیاں گالھیاں الگیاں

(سُر جھنگلو)

## ۵۲

میں نوں چاک نہ جانیں
شاہ ہزارا میں ہوں

ویس چاکا ندا پرتوں پھریم ۔ ساڈا سر سنجانیں
نور نیارا میں ہوں
جنھن منصور نوں لہر کیتا ۔ جی توں ویسہ آئیں
سر سر سارا میں ہوں
من خدایم موج میں آکھیم ۔ ہلی کنہن طرف نہ تائیں
حق اظہارا میں ہوں
بیدل بیشک ظاہر باطن ۔ ذات میں ذات سُنجائیں
سچ چمکارا میں ہوں

(سُر جوگ)

## ۵۳

مَیں تے بیراگݨ تھیاں ، تھیاں، تھیاں تھیاں

خویش قبیلہ چھوڑ کراہݨ ! ـــ پیش رانجھݨ دے پیاں پیاں پیاں
بے دس لگڑا عشق اساڈڑا ! ـــ نال سیلانی ستیاں ستیاں ستیاں
برہا دیاں بھڑکن راتیں ڈینہاں ـــ تن من ساڈڑے بھیاں بھیاں بھیاں
ولیاں ہزارے نال پیارے ـــ جھنگ کنوں میں گیاں گیاں گیاں
بیدلؔ ساڈڑے نال ازل دے
عشق ٹکوراں لیاں لیاں لیاں

( سُر جھنگلو )

## ۵۴

مَیں سیالنڑ بھتیاں جوگی دے نال!
اکھیاں دے پھٹیاں نوں کون پچھاوے

جوگی تخت ھـــزاروں آیا ۔ مُرلی اُنھیں دی شور مچایا
لئیاں برہا دیاں بھیاں
رمز نیناں دی میں کا ڈِبھڑی ۔ بُھل گئی مینوں ہے جِند مِٹھڑی
ناز انھاں دے نیئیاں
شاہ رانجھو دی الٹی چالے ۔ چاک سڈاوے وِچ سیالے
سرت رکھو کُتّی سیّاں
نین سپاہی کرن لڑائی ۔ ناز دی آون فوج چڑھائی
گھور انھاں دی ٹھگیاں
بیدل عشق حسن حق جائیں ۔ پوش انھیں وِچ شہ نوں سنجائیں
بیاں گالھیں سب بگیاں

( سُر جوگ )

# ۵۵

## یار توں سبھیں رنگ سمائیں

عرشوں آ عرب وچ سائیں ۔ احمد نام سدائیں
آدم دیچ ظہورا کرکے ۔ نینھوں ملک نوائیں
کا تھے دین مذہب تے حکم ۔ کا تھے کُفر کمائیں
فتوی ڈے کراپنوں آپے ۔ سُولی پکڑ چڑھائیں
واعظ تھیں توں وچ میتیں ۔ کا تھے ناچ نچائیں
آہیں آپ بہانے بیدل
" انا الحق " الائیں !!

(سُر جھنگلو)

## ٥٦

رنت نہاریاں میں راھاں
راہاں، راہاں، راہاں وے

پار دریاہاں رانجھݨ سنڈا ـ عشق ساڈے دیاں آہاں آہاں آہاں
رین ۱ بھاری ندیاں ڈونگھیاں ـ بڈیاں جیں ڈیوݨ پانہاں پانہاں پانہاں
درد ماہی دے دلڑی نیتی ـ وسرگیاں سبھ واہاں واہاں واہاں
پار عرش لنگھ پوندیاں بیدلؔ !!
درد عشق دیاں دھانہاں دھانہاں دھانہاں

(سُر جھنگلو)

---

۱ چارہ، تدبیر

# ۵۷

نین لگی زروار سئیاں
عشق دا مہنا سرتے چیساں

پار چناہاں رانجھو وسدا ۔ کوکاں ہیں اروار
رین اندھاری میں پیلے ولیساں
عشق نیتا آرام اساڈا ۔ چھوڑ سبھو گھر بار !
رو رو رانجھن دی جھوک پچھیساں
رمز رانجھو دی ڈٹھیم تھیاں ۔ بے وس بے اختیار
سر سر واہ سبھوئی سٹیساں ! !
وسوں گئی دل ساڈی ۔ لوکو نیناں دی بگڑی نار[2]
میں ماہی دے پیش پولیساں
میں ماہی ہک ذات اہلسے ۔ دوئی کیتا سانوں دھار[3]
بیدل سر وحدت سمجھیساں

(سُر جوگ)

---

[1] ظاہر [2] چاہ ۔ محبت [3] جدا

# ۵۸

عشق نہیں کوئی چرچے بازی
سُولی سر چڑھاوݨ وے میاں

جام عشق دا جوئی پیوسے ۔ لکھ لکھ واری مر مر جیوسے
سوئی راز دا واقف تھیوسے ۔ سہل نہیں لنؤ لاوݨ
عشق اماماں نوں ڈڈتڑی ڈکھالی ۔ آکھݨ گالھ انھاں دی گھالی
ویکھ اُنھاں دی ہمت عالی ۔ بار غماں سر چاوݨ
عشق منصور دے نال کیا کیتا ۔ عاشق درد پیالڑا پیتا
موزح نیناں جنھن نوں نیتا ۔ چُکا اسی مُڑ آوݨ!
عشقے خون خاصاں دا ہاریا ۔ صُوفی دا سر نیزے چاڑھیا
عشق نہیں کائی عشرت یارا ۔ سینے سوز سماوݨ
بیدلؔ جوئی دم توں جیویں ۔ درد عشق دا طالب تھیویں
سوز گداز دا پیالڑا پیویں
بیا سبھ کوڑ کماوݨ وے میاں

(سر آسا)

---

۱؎ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

# ۵۹

کہہ عشق کہاں سے آئے ہو
اب پھر کہاں ول جائے ہو

تیری ریت رسم راہائی ـ دام درد دا پھر ندائیں چائی
کنھن دی تو ول کھل کھلائی ـ کنھن نوں دار چڑھائی ہو
کنھن نوں وچ اُڑاہ سٹاویں ـ کنھن نوں دل معراج سڈاویں
کنھن نوں قُربتوں قتل کراویں ـ کنھن نوں زہر پلائی ہو
یونس پیٹ مچھی دے گھتا ـ یوسف نوں وچ کھوہے سٹا
کرم ایوب نبی نوں کھُا ـ ول جرجیس جلائی ہو
بلے سُر نامہ سرعطاری ـ صوفی سرنیزے ہسواری
سر برُیان خلق دے خواری ـ خاصاں عام ہنسائی ہو
بیدل تیڈے دامن بگڑا ـ تنھن دے گل گھت سک دا سگڑا
تیڈے تارے تیڈے تبگڑا ـ منگتے دان دلائی ھو!

(سُر بلاولی)

## ٦٠

جنھن نوں عشق بتادے راہ
تنھن نوں کون کرے گمراہ

عشق ہے پیر پیغمبر میڈا — عشق ہے ہادی رہبر میڈا
عشق ہے حیدر صفدر میڈا — عشق ہے میڈی پشت پناہ
عشق جڈاں وت حکم ہلاوے — یوسفؑ[1] نوں بازار وچاوے
یونسؑ پیٹ مچھی دے پاوے — عشق ہے اصلوں شاہنشاہ
عشق اماماں[2] نال کیا کیتا — شاہاں جام شہادت پیتا
گھنڈیاں[3] ہاریا گھنڈیاں جیتا — برھا دی ذات ہے بے پرواہ
عشق انا الحق دا دم مارے — سولی تے منصور نوں چاڑھے
شمس[4] الحق دا پوست اتارے — عشق دی اعلیٰ ہے درگاہ
بیدل عشق منگیں درگاہوں — گھن انھیں چھگن[5] دیاں باہنوں
عقبیٰ رسید توں انھیں راہوں — رکھ انھیں ڈُٹھن چت دا چاہ

(سر بلاولی)

---

١ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ٢ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ٣ بہت ٤ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ٥ عقل مند۔ ہوشیار۔

## ۹۱

مذہب دا سٹ کوڑا جھگڑا
وحدت دا گھن راہ

منصوری منصب وچ تھیوں ۔ گل قصہ کوتاہ!
اپنی سر حقیقت دی رکھ ۔ عاقل توں آگاہ
وحدت دانت خیال کماویں ۔ چھوڑ ثواب گناہ
بیرنگے دے رنگ ہیں تھیوے ۔ محو سفید سیاہ
نال یقین دے ہر صورت میں ۔ ویکھ توں وجہ اللہ
بیدل درد وجہاں نہ یابی ۔ برہا جیہا بادشاہ

(سر جوگ)

## ۶۲

بھلا مٹھیوں ڈھولیا
سانوں درس وِکھا

دِتج فراقیں کاہل ہویاں ۔ خون جگر دا کھا
طرف عشاقاں دے رمزیں غمزیں ۔ چوری چشماں چا
شاہ منصورنوں سولی ڈِتڑا ۔ سول تساڈے دی ساء
تبریزی دا پوش لہوایا ۔ گھور تساڈے دی گھا
ساڈے نال بھی سوہنا سائیں ۔ ڈاڈھی کالنوڑی لاء
دردعشق دا یار اسانوں ۔ بھر کر جام پلا
بیدل تیڈڑے دامن بگڑا
اپنا ننگ نبھا

(سُرجھنگلو)

## ۶۳

عشقے کا دریا
بے کنار عمیق سُنیجے!

وِچ تُرنگ انھیں دے یارو ـــ دو جگ رہن سماء
لہر اُنھیں دی پل وِچ لوڑھے ـــ عقل دا کل اُٹھا
"مَن خدا" دیاں مارے موجاں ـــ بر ہا بے پروا
غازی غوطہ مارن اُن وِچ ـــ گُم کرن سَرپا
بیدل صدقے وِچ انھاں توں
جنھاں کیئی جان فدا

(سُر سارنگ)

# ۶۴

اللہ کرے شالا[1] آوے
رانجھو ساڈے ویڑھے

جنھاں دے کیتے بیٹھی سکدیاں ۔ ملن سو پھیرڑا پاوے
دلبر ساڈے دیرے
ہیرنوں بیا کجھ خیال نہ کوئی ۔ رانجھو دا راہ پچھاوے
ماریے عشق اویڑے
جی ہکواری ماہی جھروں ۔ عاشقاں دے نال اُلاوے
صدق ونجاں سو پھیری
ساہ کنوں ہیج سوہنا سائیں ۔ بیدل سرش[2] بیباوے
شال وسے نت نیڑے !

(سُر جوگ)

---

[1] شالا ۔ اللہ کرے [2] زیادہ داغ

## ۶۵

آپ ہے عشق عجب اوقات
جس پر آوے اس سمجھاوے

عشق آدم کوں ڈبڑی ڈکھالی ۔ اُس بہشتوں ہولیٔ نکالی
رو رو ڈینہاں رات ۔ ملکاں فلکاں کُوک سُناوے
نوحؑ نبی طوفان کرائیس ۔ ابراہیم کوں آگ سٹائیس
ڈتے یونسؑ مچھی دے وات ۔ سر یوسفؑ دا ال چکاوے
زکریاؑ سر کرٹ وہائیس ۔ میر یحییٰ کوں ذبح کرائیس
ہے برہا الٰہی بات ۔ زوراں زوری طبل وجاوے
عشق اماماں نال کیا رکیت ۔ شاہاں جام شہادت پیتا

آ، سارا کھتیا اثبات ـ غازیاں سِر سِرداہ گنواوے
شاہ منصوردے آیا نیڑے ـ کپ ٹک کتیتی بیرے بیرے
رگھن وست قرب دا کات ـ شیخ عطار داسیں کٹاوے
شمس الحق تے صوفی نالے ـ عشق چکالیس سخت کُٹّالے
بیدل برہ برات ـ کوئی منصب عالی پاوے

(سِر آسا)

# ۹۶

حُسن بسنت بہار بے رنگی
چمن کھلیا چودھاری وے

"اُیتما تُو تُو" عاشقاں نوں — آپ ڈُتس دِلداری وے
"شہر وجہُ اللہ" ڈیکھ تماشا — چار طرف گلزاری وے
نقش نِگار عجائب بنیا — ہار سنگھار ہزاری وے
گلبدن گلزار ہیں آیا — ہر جا تے مُہکاری وے

پھُول کھلے کچناں بھی پھُولے — اور کھلے گل اناری وے
سرو سنبل سوسن صد برگی — بر ہیں عجب بہاری وے
باجھوں ڈیکھن یار پیارے — سیر چمن بیکاری وے
بیدل بو بہار دی پاویں — سرت وںجاویں ساری وے

(سُر بسنت)

## ۶۷

دم اللہ عشق کیتے ییں جائی وے
دم اللہ تیہن دی میں ہاں تیائی وے

عشق آدمؑ دے نال کیا کیتا نینوں نیر وہایا
ابراہیمؑ نوں زوراں زوری آتش وچ سٹایا
اسماعیلؑ کوں ذبح کریندا بندا بر ہا دتھائی وے
عشق نبی یعقوب کوں ڈِتڑا داغ فراق دا ڈاڈھا
زلیخا کانڑ یوسفؑ دے کیتا طرف مصر دے کاڈھا
یحییٰؑ زکریاؑ دے لہو وہہ وہہ ورہ وہائی وے
عشق کہیں دے نال نہ کیتی جیہی نال اماماں
سر اٹھاں پا کاند ) ہویا بیحد پل ہنگاماں
کربلا دی سر زمین تے ہوئی قیامت چائی وے
پچھے وت منصورؒ کوں عشقے سولی پکڑ چڑھایا

شیخ عطار دا سیس کٹا کے شمس دا پوش لہوایا
صنعاں ڈیکھ سیاست انہیں دی پھر ندا خوک چرائی دے
شاہ شرف سرمد دے سر تے درد گیتی دھاڑ دھاڑی
صوفی دا سر عشق چڑھایا نیزے تے نرواری
کیئی سالک وتن سدھانے بار غماں سر چائی دے
مجنوں وا لیلیٰ دے کیتے ڈاڈھا جی جکھیندا
شیریں لئی فرہاد فراقے ییں دا ٹکر ٹکیندا
ہیر رانجھو کوں بیدل ہے کیہی چاٹ چکھائی دے

(سرحوگ)

ص۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

## ۶۸

سکھ رمز وجود وجاون دی
نہیں حاجت پڑھن پڑھاون دی

اکھراں دے وچ جوئی اڑیا ۔ عشق دی چاڑھی مول نہ چڑھیا
اثباتی دا علم جو پڑھیا ۔ موزخ اکھیں سر ساون دی
بارش برہا دی جئیں سر آئی ۔ سوز عشق وچ جالے سدائی
بیدرداں کوں کل نہ کائی ۔ درد دلے دود دکھاون دی
نال دلیل نہ لبھسی دلبر ۔ عقل نہ اوڈیں تھیسی رہبر
سمجھے مامﷺ کو صوفی بے سر ۔ شاہی طبل وجاون دی
بحرِ عمیق میں جوئی پلوسی ۔ دین کفر دا دفتر دھوسی
ساری سدھ اکھیں کوں ہوسی ۔ ذات صفات سماون دی
بیدل[۱] گالھ وحدت دی من توں ۔ طلسم وہم دوئی دا بھن توں
وچ عروج نزول دے گھن توں ۔ لذت آون جاون دی

---

۱۔ اشارہ بیہقی

## ۶۹

عشق دا اعلٰے شان
مشکل سگھدے سمجھ سیانڑے

عشق دا مسئلہ عاشق جانڑن ـ موزح منصوری سالک مانڑن
چھوڑ خودی کوں خان ـ سینے دے وچ یار سمانڑے
حسن دا قبلہ صحیح کیتوسی ـ سر خوباں دی نذر ڈتوسی
حسرت والا سامان !ـ لُٹ نیتا محبوب دے مانڑے
مُلا قاضی پڑھن کتاباں ـ بیٹھے تولن ڈوہ ثواباں
نیہہ سن بنا نادان ـ نام محبت دی کون پچھانڑے
محویت جڈاں پل پیوسی ـ صَرف نحو سبھ بھل گیوسی
نیتا کفر ایمان ـ وحدت دے احوال اکانڑے
بیدل چھوڑ حیوانی ہستی ـ حال حلاج دی مانڑ توں مستی
مرد سوئی میدان ـ جوئی اپنا آپ سنجانڑے

(سُر نٹ کلیان)

---

ــا۔ اشارہ - پہیلی

# (ا)

**الف**
آکھݨ دی کائی گل نہیں جو توں
جتھ کتھ آپ وکھاوندا ہیں

**ب**
بجلی وانگ جھلکار ڈکھاوت
آپ توں آپ چھپاؤندا ہیں!

**ت**
تاب تجلی دا کون جھلے
کوہ طور نوں ریت بناوندا ہیں

**ث**
"ثمّ وجه الله" آپ کھیو ہر رنگ میں
رنگ رساؤندا ہیں

---

**ج**
جلوہ نور جمال ڈیکھو ہر شے میں
شاہ ظہور کیتا!

**ح**
حل پیا وچ فلک فلک میں
خاک نواں مظہر نور کیتا

**خ**
خاک دے حق لولاک آکھیس
انہیں خانے نوں بیت معمور کیتا

| | |
|---|---|
| د | دوست دا رایا اینویں آہا<br>ان اعرف سر مشہور کیتا |

---

| | |
|---|---|
| ذ | ذوق وصال دا سوئی پاوے<br>جو ہستی نوں مار ہٹاؤندا جے |
| ر | رمز روحانی سوئی جانے<br>جوئی چھوڑ جسم توں جاؤندا جے |
| ز | زہد علم دی جاء نہیں<br>روح منصب عالی پاؤندا جے |
| س | سر دا واقف جوئی تھیوے<br>سوئی گیت انا الحق گاؤندا جے |

---

| | |
|---|---|
| ش | شاہ لباس چاکاندے وچ<br>مخفی ہو کے جھنگ سیال آیا رے |
| ص | صلو علیہ و آلہ سوہنا رے<br>صاحب حسن کمال آیا رے |
| ض | ضو شمس دا چھپ گیا<br>جلوہ نور جمال آیا رے |

ط    طاق بھی طاقت عاشقاندی!
جڈاں شاہد خوب خیال آیا رے

---

ظ    ظاہر نور ظہور کیتا سوہنے
روپ سروپ بنایا رے
ع    عاشق ویکھ حیران ہوئی
جنھ کنھ رانجھو رنگ لایا رے
غ    غیرت عشق دی غیر نیتا
سوہنے سبھو آپ سڈایا رے
ف    فرق نہیں ہمہ اوست دے وچ!
کُلّ شئ ھو اللہ پایا رے

---

ق    قال نوں چھوڑ تے حال ہیں رہ
جے توں حال حقیقی پاوݨا ہے
ک    کار "موتوا قبل الموت" دی کر
جے توں جلئے اصل مرجاوݨا ہے
ل    لا الٰہ نوں من سوں لاء جی توں
فکر نفی دا کماوݨا ہے

م مرد تھیویں منصور وانگن جے توں
عین اثبات میں آؤنڑا ہے

---

ن نفی وچ کوئی دم رہیں تاں جو
و فانی کُل صفات ہووے
و ویکے موت نہ ڈیکھدا سو
ھ جوئی محبت دے وچ مات ہووے
ی ہور حجاب نہیں کوئی بِھڑاں
ذات اللہ اثبات ہووے
یاد جنھاں دے نال ملیا بیدلؔ
اُنھاں بڑے درجات ہووے

---

(۲)

**الف** آسوہݨا سُݨ حال میݙا تیݙے باجھ ہووں درماندیاں ئیں
راتیں آب اکھیاں نوں نت وہے ݙینہاں خون جگر دا کھاندیاں ئیں
ہر دم درد دکھاندا دست دھرے ہُر سوز فراق دا گاندیاں ئیں
بیدلؔ بار برہا دا باری جیم چاہ کنوں بھر چاندیاں ئیں

**ب** بحر اویڑا عشق والا ناپید کندھی گرداب ہووں
جس دے ویر گھیریاں گیر ہوئی ݙیکھاں دلنوں دہشت داداب ہووں
جند تڑپھ تڑپھ وچ لہریاں دے مدہوش ہوئی بیتاب ہووں
بیدلؔ ہو عشق دی لوڑھ ݙتے سرت وال ڑے سوال جواب ہووں

**ت** ترک اتا دلی نین تیݙے ہن سوار برق رکاب ݙوہیں
جھٹ پٹ اون پھر لٹ جاون کرن عقل دا خانہ خراب ݙوہیں
وقت سوال جواب اسیراں دے ہن لاشک ملک عذاب ݙوہیں
بیدلؔ لڑ ہتناں دے لگ رہیا سوہݨا سٹ گناہ ثواب ݙوہیں

**ث** ثابت رکھیں دل یار ݙہوں ویکھ غم چھپوں متاں ہٹݨائیں
تاب تپش برہا دا تکڑا ہے محبت نوں نہ کجھ منہ مٹݨائیں
درد روز بازار ہے عاشقاں دا وٹھ گھن جی کجھ وٹݨائیں
بیدلؔ یا تلے اکھاں سوہݨا دے نال صدق صفا سر سٹݨائیں

**ج**

جور جفا انھاں ظالماندا عین مہر وفا کرجانڑ سبھو
گھٹی زہر انھاں دے ہتھوں پی پچھیں شہد شفا کرجانڑ سبھو
بار درد فراق دا چاہون چا، اہو درد دوا کرجانڑ سبھو
بیدلؔ مطلب کلی عشق سمجھ بیا خیال خطا کرجانڑ سبھو

**ح**

حال کیا پچھدائیں عاشقاندا باجھوں یار انھاں نوں چین نہیں
وچ ہک صبر نہ رہن کجھ شکوہ آنھاں دن رین نہیں
ڈیہاں نہ رکھدا طلب طعام دی راتیاں نیندڑ انھاں دے نین نہیں
بیدلؔ دوست جنھاں دے دل وسے انھاں غم غرض دا رین نہیں

**خ**

خولصورت من موہ مورت حوراں پریاں ڈیکھ حیران ہووِن
ملک فلک اُتے سبحان پڑھن فلک سک میں سرگردان ہووِن
جلوہ شمع دا ڈیکھ کراں سج چندر ڈوہیں پروان ہووِن
بیدلؔ بخت بلند انھیں دے جے راہ عشق دے وچ قربان ہووِن

**د**

دل اساڈڑی لٹ نیتی انھیں ظالم زلفیں والڑے سجے
ڈوہیں زلف گلاں اُتے لٹک رہے سوہن گل بنفشہ نالڑے سجے
گرداب حیات ظلمات آکھاں یا گنج تے تشبیہ کالڑے سجے
بیدلؔ خاطر پریشاں کیوں نہ تھیوے ڈیکھ الٹی چالڑے سجے

**ذ**

ذوق تساڈڑے شوق دا لبس تیڈی یاد میں شاد گذاردا ہوں
غم ہم کسے دا ہور نہیں سنج صبح تساں نوں سنبھاردا ہوں
طوق طلب تیڈڑے دا گل میڈڑے قمری وانگے پریوں پکاردا ہوں

بیدلؔ بو گلاں دی گھیر نیتا کوئی بلبل مست بہار دا ہوں

ر روز ازل دی بدتر ائیں شمع حسن دا نور جمال میاں
دل وسوں گئی جان وِچ پئی شعلے وانگ پتنگ مثال میاں
اکھیاں نت مہارن جا بجا انھیں خواب دا خوب خیال میاں
بیدلؔ شب قدر اُہا رات آہے جو ہیا سوہنے دے نال وصال میاں

ز زورا زوری دھاڑ کرن دوڑے خونی نین تیڈے سر مست بھلا
غمزے ناز دے توپ تفنگ مارن ڈیوت کھریاں کھوٹیاں نفس شکست بھلا
دام زلف سیاہ جھٹ پٹ کرن آ بدجا ہوندا نوں پا بست بھلا
بیدلؔ موہ نیتی دل عاشقاں دی انھیں چشماں والڑے چیت بھلا

س سوز عشق دا بار سدا عاشق چئیم کے سر تے چاوندے نی
ہستی چھوڑ خودی نوں ساڑ چھپے نین نیناں دے وِچ اڑاوندے نی
منہ موڑ دوئی دے دور کنوں تا وحدت والڑا سر چھاوندے نی
بیدلؔ بھید بِرہ دا سیئی سمجھن جے خود کنوں خیال جاوندے نی

ش شاد ہوئی تے آزاد ہوئی چھٹی دلڑی غیر جنجال کنوں
جسم جیفا دے وانگوں سٹ گھتیں ہہرہ لدھر میں نور جمال کنوں
قیل قال سبھاتی چک گئی حیرت منہ ڈکھایا حال کنوں
بیدلؔ خانہ اساڈڑا آباد ہویا انھیں شاہد خواب خیال کنوں

ص صاف صفاتی سیر وچوں عاشق ذاتی مطلب پاوندے ہن
جام خودی دا پی بیندے خاناں خودی دا جلاوندے ہن

جڈاں آن اثباتی زور ڈیوے تڈاں انا الحق الاوندے ہن
بیدل کیہا گناہ انہاں کیتا کیتے عشق دے سیس کپاوندے ہن

## ض

ضد نہ تھیویں عارفاں دا اتھیں ٹولی دا محض مرید رہیں
قول فعل انہاں دا جیہا ڈیکھیں ہر حال ادب ہیں مزید رہیں
جوئی رنداں دے حال دا منکر تھیوے اتھیں بھیجو کنوں بعید رہیں
بیدل اہل دلیں دا تھیں دلوں توں تاں بندہ ملھ خرید رہیں

## ط

طور عجیب کوئی ڈھڑا ایں شاہ حسن دے ہل ہنگام دا جے
فوجاں غمزے نازدیاں چھٹک پیاں رکھدے عزم اجرم قتلام دا جے
عاشق روحی فداک نوں ورد کیتا ڈیکھ مکھ انہیں آتش فام دا جے
بیدل سر ڈیون سیئ گوئیتوں پاون ذوق وصال دوام دا جے

## ظ

ظاہر ہوندا تیڈے اکھیاں وچوں کوئی غازی غمزے بازیں توں
دل نال کرشمہ لدھئی سوہنی چال سراپا نازیں توں
پھٹبنی تیر بھروان دی سینگ تینوں کیہا ٹھڑا تیر اندازیں توں
بیدل درس تیڈے وچ مست ہویا سالوں ساقی محفل رازیں توں

## ع

عشق تیڈا ہے امام ساڈا ڈوجھا مذہب دین نہ جانڈائیں
من طرف تساڈے سجود کیتا قبلہ ہور لسے کوچھا ٹنڈائیں
میں تاں علم عقائد بھل گیاں بھتیاں خام درخو باندائیں
بیدل برہا جیہی کائی چیز نہیں چاوندا قسم بھلے قرآندائیں

---

۱۔ بجائی ۔ خوف دخطر

**غ**

غرض عشاق دا ہور نہ کو باجھوں ڈیکھن یار پیار ڑے دے
ڈیکھ خوبی نین خمار بھرے ہوندے گھائل زخم اشتار ڑے دے
ناوک ناز جڈاں معشوق مارن تھیون عاشق قتل نظار ڑے دے
بیدلؔ کون سُنّے باجھوں یار سوہنڑے دھانہاں دردیاں اہیں بچار ڑے دے

**ف**

فہم عقل دی جا نہیں جتھاں عشق مریندا تیر کاری
ہوش خود بخود حیران ہوندا جڈاں ڈیکھن برہا دا بار باری
جتھاں نیناں دی گھوڑی آن دوڑی فوجاں حسن کریندیاں دھاڑ دھاڑی
بیدلؔ کون اتھاں دم مار سگے گئی پاکباز ال دی شرت ساری

**ق**

قدر معشوق دا سوئی جانڑے جوئی آپ کنوں آزاد ہوندا
جاں جاں غیر سرایا گم نہ ہوتاں تاں برہا سبھو برباد ہوندا
نیہن لاونڑ دے وچوں مالکاں نوں موتو قبل الموت مراد ہوندا
بیدلؔ گم تھیونڑ سیتی پُر ہیون ایویں عشق کنوں ارشاد ہوندا

**ک**

کسب نفی دا سکھ گھن جے توں فکر فنا دا کما ونڑاں ہے
سٹ خیال خودی دا حُباب وانگوں جے توں دریا وچ سماونڑاں ہے
ہستی چھوڑ خودی نوں پوڑ جے توں وحدت وچ رل جاونڑاں ہے
بیدلؔ باجھ فنا دے کہیں حیلے ہرگز ذوق وصال نہ پاونڑاں ہے

**ل**

لاابالی اُنہاں سوہنڑیاں دی نیے آندی رکھے بیان وچے
جڈاں تیغ جفا دی ننگی کرن گھتن لرزہ زمیں زمان وچے
تڈاں ناز دا خنجر خوب مارن لکھ خون کرن ہک آن وچے

بیدلؔ بات نہ کائی آکھ سگے اُتھاں شیر دلاندی شان وچے

م
مُلاں کی جانن عشق وچوں گوشے بہہ کتاباں پڑھندے سنجے
عشق عرش دی ماڑی دی پوڑی ہے اتھوں عالی ہمت چڑھندے جے
مارمن خدا یم والا طبل سولی متھے سواری کرندے جے
بیدلؔ خوف والاں دی جا نہیں اتھاں پیر دلا ور دھرندے جے

ن
نور الٰہی جگ دے وچ احمد نام سڈا کے ظہور کیتا
انہیں نور کنوں رب ناں کرم عرش نوں مظہر نور کیتا
جلوے نور نبی دے اپنا مان کڈاں شمس کڈاں منصور کیتا
بیدلؔ حسن بہ جلوا انہیں دا ہے تڈاں عارفاں جا منظور کیتا

و
وس ساڈا نہیں چلدا کو انہیں سرو سراپا ناز اگوں!
دور چشم سیاہ دا ڈیکھ سگے دل جیویں کبوتر باز اگوں!
قصہ عمر دا کوتاہ جلد تھیوسے انہیں سوہنے دی زلف دراز اگوں!
بیدلؔ شمع دے وانگوں کھڑ رہیں سر سٹ توں سوز گداز اگوں!

ھ
ہمہ دا قائل تھیونا ہئی ایں قال وچوں سکھا حال تھیسی
باجھ خیال وحدت دے یار میڈا ڈیکھن ذات دا محض محال تھیسی
جڈاں دم دوئی دا ٹٹ پیا تڈاں خوب یگانہ خیال تھیسی
بیدلؔ ثمہ وجہ اللہ عین عیان ہر جا یار دے نال وصال تھیسی

**ی** یاد مولیٰ دے وِچ نت رہیں باجھ ذکر نہ دم اٹھاوناں ہئی
نال فکر فنا دے راتیاں ڈینہاں خیال بدھ خودی دا گنواوڑناں ہئی
در پیر مغاں دا متاں چھوڑیں اتھئیں خاک دے نال رل جاوڑناں ہئی
بیدل مرشد جڈاں وت مہر کرے تڈاں مطلب کلی پاوڑناں ہئی

# انتخاب

# کلامِ بیکسؔ

# تعارف

آپ کا نام محمد محسن اور تخلص بیکس تھا۔ آپ ۱۸۵۹ء میں روہڑی میں بیدل کی دوسری بیوی کے ہاں پیدا ہوئے۔ بیدل نے آپ کی پیدائش پر درج ذیل تاریخ کہی ؎

بیست و ہشتم جماد ثانی زاد　　محسن و مولدش مبارکباد

بتریخ ہفتاد یک ہزار و دو صد　　ز ہجری رسول شاہ افتاد

حق تعالی بحق حسنینش　　از حوادث مصون دار اد

آپ نے اخوند عبداللہ کے پاس تعلیم پائی۔ جنہوں نے رواج کے مطابق آپ کو فارسی کی تعلیم دی۔ اور سکندر نامہ پڑھایا۔ آپ نے عمر بھر شادی نہ کی۔ اپنے والد کی طرح مجازی عشق کے مرحلے سے بھی گزرے۔

آپ کو صوفیاء کرام سے بڑی عقیدت تھی۔ آپ نے شہباز قلندر اور صوفی عنایت اللہ شہید کے درباروں پر نہ صرف حاضری دی بلکہ اُن کی شان میں نظمیں بھی کہیں۔

آپ نے اپنے والد بیدل کی وفات پر ایک نوحہ لکھا اور بعد

میں اُن کی تعریف میں ایک طویل نظم کہی۔ آپ اپنے والد کو اپنا مرشد مانتے تھے۔ بیت

بیکس مرشد بیدل آں جیہا ہووے تا دم وتج دوست ملاوے

آپ علوم اسلامیہ کے ماہر جید عالم اور وجودی صوفی تھے۔ آپ کا پورا کلام وحدت الوجود سے بھرا پڑا ہے۔ آپ کی تمام زندگی تبلیغ میں گزری۔

آپ کے نزدیک سب انسان برابر تھے۔ آپ ہندوؤں اور مسلمانوں میں تمیز روا نہ رکھتے تھے۔ بلکہ صرف نیک اعمال پر یقین رکھتے تھے۔ آپ نے سندھی، سرائیکی اور فارسی میں شاعری کی۔ سرائیکی میں آپ نے ڈوہڑے اور کافیاں کہیں۔ جن کا موضوع حسن و عشق اور تصوف ہے آپ کا کلام طبع ہو چکا ہے۔

آپ ۱۸۸۱ء میں عین جوانی کے عالم میں فوت ہوئے ہندوؤں اور مسلمانوں کی کثیر تعداد نے جنازے میں شرکت کی۔ آپ کا مزار روہڑی میں ہے۔

ڈوہڑے

(۱)

تن من اندر تیڈیاں تاراں راز رُباب وجیندا
شوق شراب تساڈا ساکوں بے تاب کرِیندا
بیکسؔ سگ دروازہ خوباں سوزوں سیس کٹیندا

(۲)

بیکسؔ خادم در انھاں دا جنھاں دین ایمان وَنجایا
عِلم عقل دی جا نہ کائی کل ہوش گنوایا
مدہوشی دی منزل اُتے صدقے سر کرایا

(۳)

زلف زنجیر ساڈے دلبر دے یاوت لبشیہر کالے
نین خماری توب تفنگاں کون انھاں وِچ جالے
بیکسؔ صدق جا انھاں توں، نین جنھاں دے آلے

(۴)

شام سندر دے ڈیکھن کیتے دِل دستوں گئی موری
جھل پل تھکیاں دل اپنی نوں دِل کھسدا زوری
مل معشوقاں ہر گھٹ دے وچ بیکس کھیلن ہوری

(۵)

واہ ڈِٹھے خوش ساہ ہتھیا جتھ مہہ مہہ کریندے بولڑیاں میں گھولڑیاں
ملک ہزاری حوراں پریاں توڑے ہوون سبھے تھولڑیاں میں گھولڑیاں
بیکس بے وس یاد کریں آہے جانی والیاں بولڑیاں میں گھولڑیاں

(۶)

واہ ڈِٹھے خوش ساہ بھیوے مہہ مہہ کریندے بولڑیاں میں گھولڑیاں
درد دا دریا دل وچ میڈے چھوہوں کریندے چھولڑیاں میں گھولڑیاں
بیکس من ماندا نہ کریں جو صاحب کرسی سولڑیاں میں گھولڑیاں

(۷)

رانجھا سائیں چھوڑ نہ جائیں میں تاں تیڈی گولی
میڈے من کوں بھاندی ہمیشہ مٹھڑی تیڈی بولی
بیکس بے وس کیا کرے جو برہا چا لائی ہولی

(۸)

توں صاحب تخت ہزارے دائیں جھنگ سیال دی جٹی
تیڈے کیتے تے خدا جانڑے ہنھاں کیتے چٹی!
بیکس بے دس کیا کرے جو دل سمائی پھٹی

(۹)

ہیر کنوں تدبیر گئی جڈاں رانجھنڑ پاتی جھاتی!
برہا کا ساں اندر وڑیا لا کہاڑی کاتی!
بیکس بے وس کیا کرے جو کائی چھڈیندا چھاتی

(۱۰)

نیناں ناز دی فوج چڑھیندے مول نہ کریندے ٹالا قسم تعالیٰ
ڈیکھنڑ سیتی یار سجنڑ دے برہا مریندے بھالا قسم تعالیٰ
عشاقاں حق حاصل کیتا، ملیں دا منھن کالا قسم تعالیٰ
بیکس کنھن دا کم نہ پودے بے پرواہیاں دے شالا قسم تعالیٰ

(۱۱)

آئی بہار گئی خزاں گل پھل تھئے سب ساوے
تن طنبور اگوں سبھ تاروں روح رباب وجاوے
بیکس مرشد بیدل جیہا ہووے تادم وچ دوست ملاوے

# کافیاں

## ۱

میں تساڈے دامن لگڑی ـ جیہی تیہی بے حال ماہی
میں کمینی کوڑی کوجھی ـ توں میرا ننگ پال ماہی
اپنا ننگ سنجاݨ توں آپے ـ ڈیکھ نہ میڈے بدحال ماہی
حال اساڈا ڈیکھ کے بھالیں ـ نام مولا دے بھال ماہی
بکیس سگ کوچے تیرے دا
منگدا حلاجی حال ماہی

( سُر جوگ )

## ۲

میڈی توبہ توبہ زاری
در لتاڈے سوہنڑا

دلڑی کوکیندی تیڈے کیتے ۔ درد بھری وچاری
دلڑی نمانڑی ہوئی جوگیانڑی!! ۔ آزی کرے لکھ واری
ناز نیناں دی خبر نہ کائی ۔ لٹوں لگی لاچاری
کنڈے پٹڈے ڈینہہ لنگھایم ۔ روندے رین گزاری
بےکس بےوس ہویا بیراگی
برہا لگا کوئی باری

# ۳

ماہی مینوں بخشا، ڈُکھاں دا ڈاج
علم عقل سبھ بھل گیوسے شرم جا سبھ نیتیس لاج

روندیں پٹدیں میں رین گزاری — کڑم قبیلے میں ذات وساری
بابل مائی ہیندے ماری — جیویں رانجھن چھوڑیا راج
جی کریندا جانی جانی !! — دم دم دلڑی تھئی دیوانی
جانی دا مٹ کو نئیں ثانی — سبھیں دا ہے سرتاج
برہا بلا ہٹ سر تے آیا — سوز گداز دے جوش جلایا
درمل داروں کم نہ آیا — عشق دا نئیں کو علاج
بیکس بے وس یاری یاراں — توڑ نبھاون مشکل کاراں
کیتئی سڑ گئے اتھاں سرداراں — توں بھی نک محتاج

(سروہاگ)

# ۴

طرف اساڈے آویں ڈھول
ناں اساڈے کی بجھ بول

ناں دیداں دے دھاڑ کریندائیں ۔ ظاہر باطن مفت مریندائیں
مہر کریں چشماں چول
صورت دے وچ سوہنا سائیں ۔ ویس وٹا کے آیا اتھائیں
رُخڑا نقابوں نازک کھول
لحظے لحظے ناز کریندائیں ۔ چشماں کرڑی چال چلیندائیں
کرکے انسانی دی اول !!
بیکس بردا تیرے دردا ۔ سانگ سٹیندا اپنے سردا
آ "کنیہ" میرے کول

(سر آسا)

## ۵

ماریا سانوں محبوباں ڈے ماٹے ــ عشق نیتا احوال
دیداں دلیاں کرن خریداں ــ چشماں کرڑے چال
نازنیناں دے دلڑی نیتی ــ ہیٹا کیتس ہُݨ حال
دلبر گیا پردیس اساڈا ــ نت نت پاندیاں فال
بیکس بیوس ہے سگ سوالی
بیدل من سوال!

(سُر سارنگ)

## ۶

دیداں والے دام! ــ راہ مسافر قید جو کیتا
حال ہکائی پوڑ بیائی ــ جذبے داپلی جام
وحدت والا فکر یگانا ــ خیال خودی دا خام
بکیس ظاہر بندہ بُنیا
روح آکھے میں رام

(سُر دھناسری)

۷

دیداں والے دام ـ محکم کیتا مینوں
بیدل بیشک سانوں پلایا ـ جوش دا بھر کر جام
عشق عجائب وحدت والا ـ خیال سبے سبھ خام
ویکھ نیناں دے نازنیارے ـ قاضی کہندے رام
تسبیح چھوڑ جٹیاں گل پاندے ـ حسن دا ڈیکھ ہنگام
بیکس سیالیں سر چڑھ آکھن
برہا کیتا بدنام!

(سُر دھناسری)

## ۸

بازی عجب بنائی ۔ آدم نام دھرا کے
کائے عاشق نال نیاریں ۔ رمزیں تال ریجھائیو
چشماں چوٹ چلا کے
ناز معشوقے کتھاں رکھدا ۔ "اقرب[۱]" تال الائیو!
برہا دی راہ بتا کے
نور نیارا اندر باہر ۔ آپ نوں آپ بھلائیو
ناز دی رمز رسا کے
ہور نئیں کو باجھوں بجن دے ۔ وہ وہ حکم ہلائیو
بیدلؔ نام سڈا کے
بکیسؔ نالے جانی جانی ۔ برہا دا باغ بنائیو
جندڑی جان جلا کے

(سرجوگ)

---

۱ قرآن مجید کی اسی آیت کی طرف اشارہ ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ
حَبْلِ الْوَرِیْد (سورۃ ق آیت ۱۶)
ترجمہ: اور ہم شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں

## ۹

حسن بیرنگی رنگ میں آیا ۔ میڈے من کوں بھاؤندا جی
ولیس بسنتی آپے کیتس ۔ جام شراب شہود دی پیتس
رمزیں نال ریجھاؤندا جی !
شاہی چھوڑ کے جھنگ میں آیا ۔ بیرنگی ہُݨ رنگ میں آیا
رو رو پاند پساؤندا جی
آپے کیتس ولیس بسونتی ۔ کتھ شرابی کتھ کلونتی
ساز سرود بجاوندا جی
بیکس رکھ توں سرت سدائی ۔ پیش حسن دے کر توں گدائی
خانہ خودی دا جلاوندا جی

(سرجوگ)

۱۰

رانجھن والے راز ـ میڈا من موہیا!
تخت ہزارے داشاہ سیلانی ـ جھنگ سیلانی آیا جانی
صورت وچ مجاز ـ سانوں حاصل ہویا
غمزاں رمزاں مار کے سانوں ـ بے غرض ہے اساتوں
بے خودی دا باز ـ سر اساڈے صاحب سویا
صورت، ساڈا سبھ بھلایا ـ عشق دے کیتے فرش تے آیا
بیکس سوز گداز
دِل دا جامہ دھویا

## ۱۱

چاک کیتے درماندی دلڑی ــ چاک ڈِتا سانوں چاک
عشق دے کیتے فرش تے آیا ــ عرش چھڈے افلاک
سر پہ چھت لولاکی تینوں ــ نہیں توں ہرگز خاک
حسن تیرے دا سجدہ اساں تے ــ فرض ہویا بے باک
بیکسؔ نوں ڈے نام مولا دے
پرت والا پوشاک

(سُر جوگ)

# فرہنگ

**۱۔مغل:** مغل برصغیر کی ایک معروف قوم ہے جس کا اصل وطن منگولیا ہے۔ برصغیر میں خاندانِ مغلیہ کے بانی ظہیر الدین بابر کا تعلق منگول بادشاہ چنگیز خان سے تھا۔ مغل قوم ۱۵۲۶ء سے ۱۸۵۷ء تک برصغیر ہند و پاک پر حکومت کرتی رہی ہے۔

بیدل کی شاعری میں مغلوں کے حملے ظلم کی علامت میں بیان ہوئے ہیں۔ وہ محبوب کے تیر نظر اور ناز و انداز کو مغلوں کی تیغوں کے وار سے تشبیہ دیتے ہیں۔

**۲۔رانجھو:** عام روایات کے مطابق اصل نام دیدھو تھا۔ اور ذات "رانجھا" تھی۔ ہزارے کا رہنے والا تھا۔ اور اس کو جھنگ کی ایک سیال عورت "ہیر" سے محبت ہوگئی۔ وہ کئی سال تک اس کی بھینسیں چراتا رہا۔ جب ہیر کے رشتہ داروں کو اس کی محبت کا علم ہوا تو ہیر کو "رنگ پور" کے ایک کھیڑے "سیدے" کے نکاح میں دے دیا۔ لیکن رانجھا وہاں سے ہیر کو جوگی بنا کر لے اڑا۔ مگر راستے میں ہیر کو پکڑ کر اس کے والدین اپنے ہاں لے گئے۔ اور بدنامی کے ڈر سے زہر دے دیا۔ رانجھا ہیر کی موت کی خبر سن کر اس کی قبر پہ پہنچا۔ اور جان دے دی۔ اب دونو کا مقبرہ جھنگ میں ہے۔ اس کے علاوہ رانجھے کی قبر تخت ہزارے میں بھی ہے۔ بعض روایات کے مطابق "رنگپور" سے بھاگنے کے بعد ہیر اور رانجھا حج کو چلے گئے۔ اس کے علاوہ مختلف روایات میں بے شمار اختلافات موجود ہیں۔

بلال زبیری مرحوم کی تحقیق کے مطابق "رانجھو" کا اصل نام "مراد بخش" تھا۔ وہ ذات کا رانجھا تھا۔ یہ قوم سرگودھا ضلع میں آج بھی آباد ہے اور اسے مخدوم سید احمد کبیر بخاری نے مشرف بہ اسلام کیا تھا۔ رانجھا اپنے مرشد کی ہدایت کے مطابق جھنگ کی عارفہ "عزت بی بی" المعروف "ہیر" کے پاس روحانی منازل طے کرنے کے لئے گیا۔ اور ساری عمر وہاں رہا۔ کھرلوں نے سیاسی مخالفت کی وجہ سے سیالوں کو بدنام کرنے کے لئے ہیر اور رانجھا کے من گھڑت معاشقے کو مشتہر کر دیا

یہ واقعہ حاکم لاہور بہلول لودھی کے زمانے کا ہے
مختلف شعراء اس واقعے کو سب سے پہلے نظم
کرنے کے دعویدار ہیں۔ ان میں ایک "دامودر داس"
بھی ہے۔ وہ اسے اکبر اعظم کے دور کا چشم دید واقعہ
بیان کرتا ہے۔ صوفی شعراء کے نزدیک یہ رومان
سچی محبت کی روشن مثال کی حیثیت رکھتا ہے
ان کے ہاں رانجھا بطور محبوب کی علامت کے
استعمال ہوتا ہے۔ سرائیکی میں بہت سے شعراء نے
اس رومان پر طویل نظمیں یا مثنویاں کہی ہیں۔
ان میں چراغ اعوان۔ سچل سرمست۔ اللہ بخش
عارض۔ سوبھا خان۔ مولوی نور دین مسکین۔
حاجی اللہ بخش خادم۔ احمد بخش غافل۔ کریم بخش
وامق۔ میرن شاہ اور کئی دوسرے شامل ہیں
بعض شعراء نے اس رومان کو ایک تمثیل قرار دیا
ہے۔ مولوی نور دین مسکین کے ہاں اس رومان
کے کردار مختلف علامات کے حامل ہیں۔

قصہ معراج داسٹ ہوش ڈے کر
رانجھنے ہیر دے کوں پوش ڈے کر
میرا مقصود رانجھن مصطفیٰ ہے
تے جوگی لامکانی خود خدا ہے
تے مائی ہیر ہے امت گناہگار
اتے کھیڑا اویڑا نفس بدکار

**۳۔ رنگ پور:** رنگ پور ضلع مظفر گڑھ
میں مظفر گڑھ شہر سے تقریباً چالیس میل دور جھنگ
روڈ پر واقع ہے۔ ہیر کی شادی اس شہر میں "سیدے"
کھیڑے سے ہوئی تھی۔ اسے رنگپور کھیڑیں والا
بھی کہا جاتا ہے۔ کھیڑے اب بھی وہاں آباد ہیں
موجودہ شہر دریائے چناب کی تباہ کاریوں کی
وجہ سے تیسری جگہ پر آباد کیا ہوا ہے۔
سرائیکی شاعری میں رنگپور کا عام ذکر ملتا ہے
بعض اشعار میں اسے علامات کے طور پر بھی استعمال
کیا گیا ہے۔ خواجہ فرید کا کلام ملاحظہ ہو۔

رنگ پور دے ہن پنتھ نیارے
ہک نوں پوٹے ہک نوں تارے
ہک پیا جیتے ہک پیا ہارے
تُلدے ماسے تولے

**۴۔ کنز:** پورا نام کنز الدقائق ہے۔ فقہ حنفی
کا نہایت مختصر اور مستند متن ہے۔ ابوالبرکات
عبداللہ بن محمود نسفی کی تصنیف ہے۔ علامہ ابومحمد
محمود بن احمد عینی مصری (۱۳۶۰ء تا ۱۴۵۱ء)

کی تالیف رمز الحقائق اس کی معتبر شرح ہے۔
جو ۱۰۱۳ھ میں مکمل ہوئی۔ صوفی شعراء کے نزدیک
یہ کتاب ظاہری علم سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے
لائق توجہ کم ہے۔ بیدل کہتا ہے ؎

درہدایا کنز قدوری : طوانے نوں ڈیوے مغروری
جنہیں دا منصب ہے منصوری : کھیلے برہ دی بازی سو

**۵ قدوری:** فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہے
نصاب میں بھی شامل رہی ہے۔ ابوالحسن احمد
بن محمد قدوری بغدادی (وفات ۱۰۳۶ء) کی
تصنیف ہے۔ جوہر نیرہ اس کی مستند شرح ہے
صوفیا کے نزدیک اس کتاب کا تعلق کنز کی طرح
ظاہری علوم سے ہے۔ اور درویش کے لئے لائق
توجہ نہیں۔ خواجہ فرید فرماتے ہیں ؎

سکھ بیت روشن منصوری نوں
بُٹ چھپ رکھ کنز قدوری نوں

**۶۔ بندرابن:** متھرا کو بندرابن کہا جاتا
ہے سری کرشن کی ولادت یہیں ہوئی تھی۔ یہ
ہندوؤں کی زیارت گاہ ہے۔ شعرا کے نزدیک
اس سے محبوب کا وطن مراد ہوتا ہے۔ خواجہ
فرید کہتے ہیں ؎

بندرابن میں کھیلے ہوری : شام دوارے گھولال

بندرابن کو "بن موں" بھی کہا گیا ہے ؎

آج بن موں برج راج بنسری بجائی
بنسری بجائی اگن گیت گائی

**۷۔ شام سندر:** شام سری کرشن کا لقب
ہے۔ سندر کا مطلب حسین ہے۔ سری کرشن
یادو بنسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے متھرا میں
راجہ کنس کی بہن دیوکی کے گھر پیدا ہوئے۔
نجومیوں نے بتایا اس سال جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ
راجہ کنس کو مرواڈالے گا۔ اس خوف سے راجہ کنس
نے کئی بچے قتل کرا دیئے۔ جس کی وجہ سے پیدائش
کے بعد سری کرشن کو اس کی ماں نے دریا میں بہا
دیا۔ سری کرشن راجہ کنس کی رانی کے ہاتھ لگا۔
اور وہاں پرورش پائی۔ ایک روایت کے مطابق
آپ گوالوں کے ہاں پرورش پاتے رہے۔ بانسری
خوب بجاتے تھے جس سے "رادھا" ان پر عاشق
ہوگئی۔ آپ کی شادی رانی رکمنی سے ہوئی ـــ
مہا بھارت کی جنگ جو کوروؤں اور پانڈوؤں
کے درمیان ہوئی میں آپ نے پانڈوؤں کا ساتھ
دیا۔ راجہ کنس آپ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

آپ نے ۶۴ سال تک "دوارکا" میں حکومت کی
اور ۹۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ بھگوت گیتا
جس کا مطلب پرماتما کا گیت ہے میں آپ کی تعلیم
کا خلاصہ درج ہے۔ آپ کے نزدیک روح فنا
نہیں ہوتی۔ فنا ہونے والی چیز صرف انسانی جسم
ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ نتائج سے بے پرواہ ہو کر
اپنے دین پر چلے، ہندو مذہب میں سری کرشن
کو اوتار کا درجہ حاصل ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا کے
مطابق کرشن بیک وقت زرخیزی کی علامت
بھی ہے اور علم و آگہی کا سرچشمہ بھی۔ اپنی پہلی
حیثیت میں وہ گوپیوں کے ساتھ رنگ رلیاں
مناتا اور مکھن چرا کر کھاتا ہے اور اپنی دوسری
حیثیت میں ارجن کے رتھ کی باگیں تھامے اسے
حیات و کائنات کے سربستہ رازوں سے آشنا
کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

**۸۔ ہیر:** عام روایات کے مطابق "ہیر"
جھنگ کے چوچک سیال کی بیٹی تھی۔ اسے ہزارے
کے باشندے رانجھے سے محبت ہو گئی۔ جب اس
کے رشتہ داروں کو اس کی محبت کا علم ہو گیا۔ تو
اسے رنگپور کے سیدے کھیڑے کے نکاح
میں دے دیا گیا۔ لیکن وہ وہاں سے اپنی نند
سہتی کی مدد سے رانجھے کے ساتھ چلی گئی۔ لیکن
پکڑے جانے کے بعد اس کے والدین نے اسے زہر
دے دی۔ اس کا مقبرہ جھنگ میں ہے۔ صوفی
شعراء کے کلام میں ہیر سچے عاشق کی علامت کا درجہ
رکھتی ہے۔

بلال زبیری مرحوم کے مطابق ہیر کا اصل نام
عزت بی بی تھا۔ یہ اپنے باپ چوچک کے مرشد
سید احمد کبیر بخاری کی دعا کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔
ہیر اس کا لقب تھا۔ جس کا مطلب عابدہ یا پیر
کی کنی ہے۔ رانجھا اپنے مرشد کی ہدایت کے مطابق
سلوک کی منازل طے کرنے کے سلسلے میں ہیر کے
ہاں رہائش پذیر تھا۔ سیالوں کے سیاسی مخالف
کھرلوں نے ہیر کا رانجھے کے ساتھ من گھڑت معاشقہ
لوگوں میں پھیلا دیا۔ اس کی تصدیق ڈاکٹر محمد باقر
کی تصنیف "پنجابی قصے فارسی زبان میں" سے
ہوتی ہے۔ جس میں تحریر ہے کہ سیالوں کی ہتک
اور توہین کے لئے کھرلوں نے اس قصے کو پھیلایا
اس قصے کو سب سے پہلے بیان کرنے کے دعوے
داروں میں "دامودر داس" کے علاوہ فارسی

---

سعید سعید کی "زید منہ ڈاکٹر عصمت خان"

کا نام شامل ہے۔

**۹۔ ثم وجہ اللہ:۔** یہ قرآن کی اس آیت کا حصّہ ہے۔

فاینما تولو فثم وجہ اللہ البقرۃ

ترجمہ تم جس طرف منہ کرو۔ اس طرف اللہ متوجہ ہے۔ وجودی صوفیا اس آیت کو اپنے وجودی مسلک کی تائید میں استعمال کرتے ہیں۔

**۱۰۔ منصور:۔** ابو عبداللہ حسین بن منصور حلاج ۸۵۶ء میں بیضاء میں پیدا ہوئے اپنے والد منصور کے نام پر مشہور ہوئے۔ روئی دھننا ان کا پیشہ تھا۔ اس لئے حلاج کہلاتے تھے واسط میں نشوونما پائی۔ عرب ہند اور ترکستان کی سیر کی۔ تصوف پر کئی کتابیں لکھیں۔ "انا الحق" کہنے کے جرم میں ۲۶ مارچ ۹۲۲ء کو پھانسی چڑھائے گئے۔ صوفیا کے نزدیک وہ واصل باللہ تھے اور ان کا رتبہ مرشد کا تھا۔ خواجہ فرید کہتے ہیں۔

ملاں ویری سخت ڈسیندے :: بیشک بن استاد لنیدے
ابن عربی تے منصور

بعض لوگوں کے خیال کے مطابق وہ جادوگر اور بے دین تھے۔ شاعری میں عام طور پر منصور کو سچائی کے اظہار کی علامت کا درجہ حاصل ہوگیا ہے۔ سرمد شہید کا شعر ہے۔

عمریست کہ آوازۂ منصور کہن شد
من از سرنو جلوہ دہم دار و رسن را

خواجہ فرید فرماتے ہیں۔

عاشق مست مدام ملامی :: کہہ سبحانی بن بسطامی
آکھ انا الحق تھی منصور

**۱۱۔ انا احمد بلا میم:۔** یہ ایک حدیث کا حصّہ ہے جس کا مطلب ہے کہ میں میم کے بغیر احمد ہوں۔ اسی مفہوم کی ایک اور حدیث کو بیدل نے اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے۔

انا عرب بلا عین ۔ آکھیس عربستان میں

صوفیا ان احادیث کو اپنے نظریہ وحدت الوجود کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ خواجہ فرید کے ہاں بھی اس قسم کے اشعار ملتے ہیں۔

احد الہٰ احمد آیا :: موہیں چین مچیند
احمد اوہی ہے احد اوہے :: میم دے اوہلے دلڑی موہے
دھیان فرید رکھیں ہر آن

حسن ازل دا تھیا اظہار :: احد دں ولیں ڈٖتا تھی احمد

**١٢۔ سُبحانی ما اعظم شانی:** ۔ یہ قول مشہور صوفی حضرت بایزید بسطامی (وفات ٩٠٣ ء) کا ہے جس کا مطلب ہے کہ سبحان اللہ میری شان کتنی بڑی ہے۔ بسطامی کا یہ قول وحدت الوجود کے نظریے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ صوفی شعرا کے کلام میں بسطامی کے اس قول کا عام طور پہ ذکر ملتا ہے ؎

بیخودی وچ وحدت والی جھڈاں اچانک آندے
آ دریا حیرت دیے زندسُپ ٹپ غوطے کھاندے
سبحانی ما اعظم شانی سچّی حرف الاندے

**١٣ روزِ الست:** ۔ روزِ الست سے مراد وہ دن ہے۔ جب خُدا نے سب روحوں سے پوچھا تھا "الست بربکم"۔ یعنی کیا میں تمہارا رب ہوں۔ اور سب روحوں نے جواب دیا تھا۔ "بلیٰ" یعنی ہاں۔ اِس واقعے کا ذکر قرآنِ مقدس کی سورۃ اعراف آیت: ١٧٢ میں کیا گیا ہے۔

**١٤ لِمَنِ المُلک:** ۔ یہ قرآنِ مقدس کی آیت کا حصّہ ہے:

لمن الملک الیوم للّٰہ الواحد القہار۔ سورۃ مومن ١٦

ترجمہ: "کس کا راج ہے اس دن؟ اللہ کا ہے۔ جو اکیلا ہے۔ دباؤ والا"۔ یہاں اس دن سے مراد روزِ قیامت ہے اور یہ سوال قیامت کے روز خدا مخلوق سے کرے گا اور پھر اس کا جواب بھی دے گا۔ قرآن میں یہ سب ذکر موجود ہے۔ خواجہ فرید فرماتے ہیں ؎

بنسی خوب بتایاں باتاں
بُجھڑے راز انوکھیاں گھاتاں
گم تھیاں کوڑیاں ذات صفاتاں
لمن الملک دا دورہ آیا

**١٥۔ انحد (انہد)** یہ تصوف کی ایک اصطلاح ہے۔ جس سے مراد صدائے قلب ہے۔ جب کوئی سالک ریاضت کے بعد بزرگی کے ایک اعلیٰ مرتبے پہ فائز ہوجاتا ہے۔ تو اسے اپنے دل سے ایک خاص آواز سنائی دیتی ہے۔ جسے انحد کہا جاتا ہے خواجہ فرید اس وارداتِ قلب کا ذکر یوں کرتے ہیں ؎

انحد مُرلی شور مچایا

---

ے انحد بین بجامن تُوئیں ؛ راول جوگی لٹیاں لٹیاں

**۱۶۔ فی انفسکم :۔** یہ قرآنِ مقدس کی اس
آیت کا حصّہ ہے ۔ وفی انفسکم افلا تبصرون
ترجمہ : اور خود تمہارے اندر (نشانیاں ہیں)
کیا تم کو سوجھ نہیں ۔ الذاریات ۲۱

صوفیاء کرام اس آیت سے وحدۃ الوجود
کے نظریے کا اثبات کرتے ہیں ۔ خواجہ فرید کے
ہاں اس کا ذکر یوں ملتا ہے ے

وفی انفسکم بھیت بتاوے ؛ "نحن اقرب" بین بجاوے
"لو ولیتم" گیت سناوے ؛ لفظ انا الحق بولے

**۱۷۔ صفا و مروہ :۔** مکّہ معظمہ کی دو
پہاڑیوں کے نام ہیں ۔ یہ مسجد الحرام کے نزدیک ہی
واقع ہیں ۔ قرآنِ مقدس میں ان کا ذکر یوں ہے
ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ۔ یعنی
"بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے
ہیں" ۔ البقرہ ۱۵۸

صفا کعبے سے جنوب کی طرف ہے اور مروہ
شمال کی طرف ۔ ان دو پہاڑیوں کے درمیان
سات سو چھیاسٹھ گز ایک بالشت کا فاصلہ ہے
اب ان کے گرد مکانات بن گئے ہیں اور ان
پہاڑیوں کے صرف نشان رہ گئے ہیں ۔ حاجی
ان پہاڑیوں کے درمیان سات دوڑیں لگاتے
ہیں ۔ بیدل نے اپنے کلام میں مختلف جگہوں پر
ان کو علامتی طور پر استعمال کیا ہے ۔

**۱۸۔ موتوا قبل الموت :۔** یہ ایک
حدیث ہے جس کا مطلب ہے "مرنے سے پہلے
مرجاؤ" یعنی زندگی میں اپنی نفسانی خواہشات
اور انا کا خاتمہ کر دو ۔ صوفیاء کی تعلیم میں اس
کو بنیادی اہمیت حاصل ہے ۔ سچل

اندر باہر ہکو ہویوں موتوا قبل مریجے (سچل)

**۱۹۔ وھو معکم :۔** یہاں قرآنِ مقدس
کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے ۔
وَھُوَ معکم این ما کُنتُم (حدید ۴)
ترجمہ :۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو
صوفیاء اپنے نظریۂ وحدت الوجود کی تائید میں
اس آیت کو پیش کرتے ہیں ۔ اس لئے ان
کے کلام میں بار بار اس کا ذکر ملتا ہے سچل
سرمست کہتے ہیں ے

وھو معکم دا اشارت دو نہیں دلدار وے
اندر ہکو باہر ہکو صورت لکھ ہزار وے

خواجہ فریدؒ کہتے ہیں ؎

نحن اقرب راز انوکھا :: وھو معکم طیا سوکا

سمجھ سنجانو عالم ہوکا :: ہے ہر روپ میں عین نظارہ

**۲۰۔ شیخ صنعان:** شیخ صنعان کو پیرِ صنعان بھی کہا جاتا ہے۔ صوفیاء کرام کی شاعری میں ان کا ذکر عام ملتا ہے خواجہ فریدؒ کہتے ہیں ؎

کتھ منصوری تے طیفوری :: کتھ سرمد صنعانے

حافظؒ شیرازی فرماتے ہیں ؎

گر مُرید راہِ عشقی فکرِ بدنامی مکن

شیخِ صنعاں خرقہ رہن خانۂ خمار داشت

روایت ہے کہ آپ کے سات سو مرید تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی (۱۰۷۸ء تا ۱۱۶۶ء) کی بد دُعا سے آپ ایک عیسائی لڑکی پر عاشق ہو گئے۔ اور اسلام سے منحرف ہو گئے۔ لیکن آخر کار غیبی ہدایت سے راہِ راست پر واپس آ گئے۔ اس سے زیادہ آپ کے حالات نہیں ملتے۔ بیدلؒ کے کلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صوفیا کے ملامتیہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔

؎ شاہ حُسن دا ڈیکھ تجلّی :: چھوڑ ڈتا صنعان مُصلّی

خوک چریندا خاں :: عرش اتے ڈیج قدم دھریندا

شیخ صنعان جیہے کامل نوں :: جٹیاں نگل بیرایا

پیرِ طریقت خوک چراوے ۔ گل دے وِچ زُنّار

**۲۱۔ لیلیٰ:** وادیٔ نجد کے امیر عبداللہ کی لڑکی تھی۔ جسے بنو عامر قبیلے کے قیس المعروف "مجنوں" سے محبت ہو گئی۔ شادی نہ ہو سکنے کے غم میں گھل گھل کر مر گئی۔ ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اس رومان کو غلط قرار دیا ہے۔ شعراء نے لیلیٰ مجنوں کے عشق پر مثنویاں لکھی ہیں سرائیکی میں محمد بخش نوروز (وفات ۱۹۱۷ء) کی مثنوی بڑی مرقع و مسجع ہے ؎

تھئی لیلیٰ فارغ خوف کنوں وِنج گاہ بگاہ بازار ملے

کڈیں نہر دے درد دیوار ملے کڈیں ساحل سبزہ زار ملے

کڈیں دردوں نال نظارہ ملے کڈیں کوٹھوں باگھتک ملے

کڈیں ماہ دو ماہ آسانگ بھیوے کڈیں دل اول ہفتہ وار ملے

جڈاں یار دی سک نہی یار ڈہوں پھر کیوں ہو توں نشوار ملے

ادہیں تانگھ والے خوشحال رہن توڑے مونجھ دا لکھ انبار ملے

آہین لکھن معشوق کنوں تیڈے طرح طرح دا آزار ملے

اہوریو رحال ہنڈاؤوں ہے جیرھا پوتا ازل دا بار ملے

کیوں چھوڑ ڈیچے دربار کوئی جب یار دا منت دربار ملے

نوروز سبھے غم دو رہودن جب گل لگ لگ نِگھوا ملے

بعض شعراء کے کلام میں لیلیٰ علامت کے طور پر استعمال ہوتی ہے خواجہ فریدؒ (۱۸۴۱ء تا ۱۹۰۱ء) اپنے وجودی فلسفے کو اس علامت کے ذریعے یوں ظاہر کرتے ہیں ؎

مجنوں کارن لیلیٰ ہوکر ۔ سو سو ناز ڈکھایا

**۲۲۔ لَن ترانی :۔** یہ قرآن مجید کی ایک آیت کا حصّہ ہے جس کا مطلب ہے تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا۔ سورہ اعراف ۱۴۳ میں اس کا ذکر موجود ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے خدا کا جلوہ دیکھنے پر اصرار کیا تو خدا نے اسے یہی جواب دیا بیدلؔ کے ہاں اس واقعے کا ذکر یوں ملتا ہے ؎

"ارنی ارنی" موسیٰؑ کہندا ۔ لن ترانی سوز بخش بھندا

روح اللہ فلک تے رہندا ۔ احمد نوں سر سمجھایوئی

**۲۳۔ من خدا :۔** یہ قول فریدالدین عطار (۱۱۱۹ء تا ۱۲۲۹ء) کا ہے۔ جو اس کے نظریہ وحدت الوجود کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پورا قول یوں ہے ؎

من خدایم، من خدایم، من خُدا
فانغم از کینہ کبر و ہوا

**۲۴۔ وحدت :۔** یہاں وَحدت سے مراد نظریۂ وحدت الوجود ہے۔ اس نظریے کو "ہمہ اوست" کا نظریہ بھی کہتے ہیں سرائیکی کے صوفی شعراء کے ہاں یہ نظریہ بہت مقبول رہا ہے۔ سچلؒ سرمستؒ اور خواجہ فریدؒ اس کے بڑے پرچارک رہے ہیں مسلمانوں میں اسے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (۱۱۶۵ء تا ۱۲۴۰ء) نے رواج دیا۔ اس کے نزدیک اس نظریے کا خلاصہ یہ ہے ۔ "وجود ایک ہے اور وہی موجود ہے۔ اور یہ وجود اللہ کا ہے۔ دوسری چیز فقط اس کا مظہر ہے۔ لہٰذا عالم اور اللہ یک دگر ہیں ۔ عالم محض اس کی صفات کی تجلی ہے عالم من حیث ہی براۓ نام غیر حقیقی وہمی وجود ہے ۔ جو خارج میں موجود ہے ۔ موجود صرف خدا ہے ۔ عالم یا کثرت کا وجود صرف تجلیات وحدت کے ساتھ ہے"

بعض علماء کے خیال میں وحدت الوجود کا نظریہ ہندو مذہب کے نظریہ "ویدانت" سے مستعار لیا گیا ہے۔ اور بعض علماء اسے خالص ایرانی نظریہ سمجھتے ہیں۔ اور اسے

مانی تحریک (۲۴۲ء) سے ملاتے ہیں۔ مگر کچھ اور علماء اسے نوفلاطونیت یعنی اشراقی تعلیم کی صدائے بازگشت قرار دیتے ہیں لیکن مسلمان صوفیا اس کو خالص اسلامی نظریہ سمجھتے ہیں۔

فیروز الدین منصور کا خیال ہے کہ وحدت الوجود کا تصور اس زمانے میں مقبول ہوتا ہے جب حکومت کی بنیادوں کو مضبوط بنانے کے لئے بادشاہ پرانے جاگیرداروں کے ساتھ رابطہ پیدا کر کے اپنی بادشاہت کو مقامی یا قومی بادشاہت بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب حاکم اور محکوم کی تہذیبیں ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کے ساتھ ایک نئی مشترکہ تہذیب کی صورت میں نشو ونما پاتی ہیں اتحاد اور یکجہتی کے جذبے کو ابھارنے کیلئے اس زمانے میں وحدت الوجود کا عقیدہ موثر ثابت ہوتا ہے۔ جب لگاتار جنگوں اور دشمنوں کے حملوں سے کسی شاہی خاندان پر زوال کے بادل چھا جاتے ہیں تو عالم کی بے ثباتی کے ساتھ مردہ دل رہبانیت کے جذبے کو ابھارنے میں تسکین پاتے ہیں اور وحدت الوجود کی بنیادوں پر تصوف کا رجحان پرورش پاتا ہے۔ سچل سرمست (۱۷۳۹ء تا ۱۸۲۷ء) کے ہاں یہ نظریہ ان الفاظ میں ملتا ہے ؎

میں خدا، خدائی، اپنی خود وچ آپیو سے
ایہہ سب حسن اساڈا ہویا جیہی وچ اکھڑو سے
چار مکان رہے وچ کھاں، کیتے مکان کتو سے
لامکان، مکان اساڈا سچل نام گیو سے

خواجہ فریدؒ کے ہاں یہ نظریہ یوں ملتا ہے ؎

جو کچھ ہے ظاہر بر ملا : جاناں ہیں کیوں ماموا
مرشد محقق دِچ وچا : ہمہ اوست دا پڑھا سبق

**۲۵۔ کاشی متھرا:۔** کاشی اور متھرا ہندوؤں کے مقدس مقامات ہیں۔ متھرا جسے بندرابن بھی کہتے ہیں۔ سری کرشن کی جائے پیدائش ہے برج بھاشا میں کہی ہوئی خواجہ فرید کی ایک کافی میں ان مقامات کا ذکر یوں ملتا ہے ؎

کاشی متھرا پراگ بر مالیش ہیش
سب ہی اپنے بھیس کیوں بدلیں جاتی

**۲۶۔ صوفی:۔** یہاں صوفی سے مراد سندھ

کے معروف بزرگ شاہ عنایت اللہ شہید
ہیں۔ آپ کے والد کا نام مخدوم فضل اللہ تھا
آپ جھوک میراں پور میں ۱۶۵۶ء میں پیدا
ہوئے اور ۱۷۱۷ء میں آپ کو شہید کر دیا گیا
شہادت کے وقت آپ کی زبان پر یہ شعر تھا۔

شعر رہانیدی مرا از قیدِ ہستی
جزاک اللہ فی الدین خیرا

**۲۷۔ یوسف :۔** حضرت یوسفؑ
حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ آپ کے سوتیلے
بھائیوں نے ایک دن رقابت کی وجہ سے
آپ کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ ایک قافلہ وہاں
سے گزرا۔ اور آپ کو نکال کر عزیز مصر کے
ہاں بیچ دیا۔ عزیز مصر کی بیوی جو شاہ طیموس
کی بیٹی تھی۔ آپ پہ عاشق ہو گئی اور جنسی
تعلق قائم کرنے کی خواہش کی۔ لیکن آپ نے
انکار کر دیا۔ مگر اس نے مخالفت کی وجہ سے
آپ کو جیل بھجوا دیا۔ کافی مدت بعد آپ جیل
سے باہر آئے اور ملک کا انتظام آپ کے
سپرد ہوا۔ پھر بھائیوں اور والدین سے ملاقات
ہوئی زلیخا سے بھی نکاح کیا۔ قرآنِ مقدس میں
آپ کے قصے کو احسن القصص کہا گیا ہے۔
سرائیکی میں مولوی احمد یار۔ احمد تونسوی اور
عبدالحکیم اُچوی نے یوسف زلیخا کے رومان
کو مثنوی کے قالب میں ڈھالا ہے۔

**۲۸۔ امامان :۔** یہاں امامان سے
مراد امام حسنؓ اور خصوصاً امام حسینؓ ہیں
جو کربلا کے مقام پہ ۶۸۰ء میں یزید اول کی
فوجوں سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔
سرائیکی میں امام حسینؓ کی شہادت کے بارے
میں بے پناہ کلام موجود ہے۔ جسے مرثیہ کہا
جاتا ہے۔ سرائیکی مرثیے میں مضطر ملتانی۔
غلام حیدر فدآ۔ گل محمد عاشق ملتانی۔ مولوی
محمد رمضان بہار ملتانی۔ اور ارشاد عباسی
نے کافی نام پیدا کیا ہے۔

**۲۹۔ شمس الحق :۔** شمس الحق
سے مراد اس نام کا کوئی بزرگ ہے جنہوں نے
ایک غیر مستند روایت کے مطابق اپنے
قول قُم باذنی سے ایک مردے کو زندہ کر
دیا۔ علماء نے اس پہ غیر شرعی فعل کا
فتویٰ دیا۔ اور ان کی کھال اتارنے کا حکم

ہوا۔ جس کی تعیین میں انہوں نے خود اپنی
کھال اتار کر دے دی۔ بیدلؔ کے کلام سے
پتہ چلتا ہے کہ شمس الحق سے مراد شمس تبریزی
(اصل نام شمس الدین وفات ۱۲۴۷ء) ہے
؎

قم باذنی شمس تبریزی کنوں اظہار ہے
من خدا و تیغ مزج مستی منطق عطار ہے

شمس تبریزی جو مولانا جلال الدین رومی
(۱۲۰۴ء تا ۱۲۷۳ء) کے مرشد تھے، کی
زندگی میں ایسا واقعہ نہیں ملتا۔ بعض لوگوں
کے مطابق یہ واقعہ ملتان میں ہوا ہے بہرکیف
کے صوفی شعراء کے نزدیک شمس الحق کو
ایک واصل باللہ بزرگ کی حیثیت حاصل
ہے۔ خواجہ فرید کے ہاں ان کا ذکر یوں
ملتا ہے ؎

شمس الحق دی کھل لہوائیو۔ سرمد سر کپوایا

**۳۰۔ شیریں**:۔ شیریں اور فرہاد کا رومان
کافی مشہور ہے۔ مختلف زبان کے شاعروں
نے اس پر مثنویاں لکھی ہیں۔ اس رومان
کا تعلق ایران قدیم سے ہے۔ روایت کے
مطابق شیریں پر ایران کے بادشاہ اور نوشیروان
عادل کا پوتا خسرو پرویز عاشق تھا۔ یہ
خسرو پرویز وہی ہے۔ جس نے پیغمبر اسلام
کے دعوت نامے کو پھاڑ دیا تھا۔ اور آپ
کی گرفتاری کا حکم جاری کیا تھا۔ شیریں کو
فرہاد نامی ایک کوہکن سے محبت تھی۔ خسرو
پرویز نے فرہاد سے جان چھڑانے کیلئے
اسے کوہ بیستون سے دودھ کی نہر
کھودنے کو کہا تھا۔ تاکہ شیریں کے باغ
کو سیراب کیا جا سکے۔ فرہاد علاقے کے
گڈریوں کی مدد سے نہر کھودلایا۔
خسرو پرویز نے اس پر ایک بڑھیا سے
کہا کہ وہ فرہاد سے جا کر کہے کہ شیریں
فوت ہو گئی ہے۔ جب بڑھیا نے یہ خبر
فرہاد کو سنائی۔ تو فرہاد نے اپنا تیشہ
سر میں مار کر خودکشی کر لی۔ شیریں کو
جب اس کا علم ہوا تو اس نے بھی
خودکشی کر لی۔

اس رومان کے بارے میں
مختلف روایات ہیں۔ جن میں تضاد

پایا جاتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق شیریں خسرو پرویز کی بیوی تھی۔ اس کی وفات کے بعد قباد نے شیریں سے جو اس کی سوتیلی ماں تھی شادی کرنا چاہی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اس پر قباد نے اس کی اور اس کے بیٹوں کی جائیداد ضبط کر لی۔ شیریں نے ایک چال چلی۔ اور قباد سے کہا کہ ہماری جائیداد واپس کردو۔ میں شادی کرلوں گی۔ قباد نے جائیداد واپس کر دی۔ پھر شیریں نے اپنی جائیداد غریبوں میں تقسیم کر دی اور اپنی انگوٹھی کے نگینے میں زہر چھپاکر پرویز کی قبر پہ گئی۔ اور خودکشی کر لی

بعض لوگوں کے خیال مطابق شیریں کا نام میری MARY تھا۔ اور بعض کے خیال میں آیرین IRENE۔ عیسائی مورخین شیریں کو عیسائی ظاہر کرتے ہیں۔ ایران و ترکی کے افسانہ نگار اسے قیصر روم کی لڑکی ظاہر کرتے ہیں۔

خسرو نے فرہاد سے کہا تھا کہ وہ کوہ بیستون کو کاٹ کر چشمے کا رخ بدل دے۔ لوگوں نے اسے دودھ کی نہر مشہور کر دیا۔ شیریں فرہاد کے رومان پہ سرائیکی شعراء نے بھی مثنویاں لکھیں۔ جن میں نور محمد گدائی اور قادر بخش گلزار مشہور ہیں۔

---

## آ



## ا



## ب

## ت



## جھ



## چ



## ح

## ط



## ع



## ف



## ق



## ک

## ل



## م



## ن

# کتابیات


۱۔ **قرآن مجید** : ترجمہ شاہ عبدالقادر۔ ناشر تاج کمپنی لمیٹڈ قرآن منزل لاہور۔

۲۔ **دیوان فریدی** مرتبہ مولانا عزیزالرحمٰن خان بہاولپوری

۳۔ **دیوان بیدل** ۔۔ مرتبہ عبدالحسین شاہ موسوی باردوم ۱۹۶۱ء سندھی ادبی بورڈ۔ حیدر آباد

۴۔ **سچل سرمست** مرتبہ محمد اسلم رسولپوری ۔ بار اوّل بزم ثقافت ملتان ۔

۵۔ **سچل سرمست جو سرائیکی کلام** مرتبہ محمد صادق رانی پوری سندھی ادبی بورڈ ۔ حیدر آباد

۶۔ **ہیر وارث شاہ** مرتبہ چودھری محمد افضل خاں ناشر مولا بخش کشتہ اینڈ سنز۔ تاجران کتب ۴ ٹمپل روڈ۔ لاہور

۷۔ **تقویم ہجری و عیسوی** مرتبہ ابوالنصر خالدی طبع ثانی ۱۹۵۲ء انجمن ترقی اردو کراچی

۸۔ **سندھی اردو لغت** مرتبہ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ ، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ

بار اوّل ۱۹۵۹ء ناشر سندھ یونیورسٹی حیدرآباد

۹ ادب نامۂ ایران مقبول بیگ بدخشانی

۱۰۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا مرتبہ محبوبؒ عالم۔ سن اشاعت ۱۹۳۳ء

پتہ محبوب عالم مدیر اخبار پیسہ، پیسہ اخبار

سٹریٹ لاہور۔

۱۱۔ حیاتِ کرشن از گھبیر سنگھ، بار دوم ۱۹۴۱ء

ناول ایجنسی لاہور۔

۱۲۔ دیوانِ بیکس مرتبہ عبدالحسین شاہ موسوی اشاعت اوّل

۱۹۶۵ء۔ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد

۱۳۔

STYLES AND THEMES IN

THE SIRAIKI MYSTICAL

POETRY OF SIND.

DR. C SHACKLE.

BAZM-E-SAQAFAT

MULTAN.

## اخبار و رسائل

۱۴۔ روزنامہ امروز ملتان یکم ستمبر ۱۹۸۹ء عبدالحق ٹیلر روڈ، ملتان

۱۵ ماہنامہ "ماہِ نو" دسمبر ۱۹۷۰ء دفتر "ماہِ نو" ۳۲۔ اے حبیب اللہ

روڈ۔ لاہور

and Bekas can be appreciated. It only remains to commend the praiseworthy initiative of Bazme Saqafat, Multan, in following their edition of the Siraiki poetry of Sachal Sarmast with this selection of the work of a lesser, but still interesting poet of Sind, and thereby helping a wider readership, of those who know Siraiki but are unable to read the Sindhi script, to come to a truer understanding of the richness of literary past.

---

NOTES.

1 I have given some instances of Bedil's typical treatment of Sachal's images in *Styles and themes in the Siraiki mystical peotry of Sind.* Bazme Saqafat, pp. 17-18, 23-24

2 Kafi no. 180 in *Divan-i Bedil* Sindhi Adabi Board, 2nd edition, 1961, p. 185, beginning.

رنگپور ساڈے روح لہ بھانے وسان رانجھو دے نال

ملاحظہ ہو صفحہ ۷۵

3 Kafi no. 280 in *Divan-i Bedil*, p. 224, beginning:

حسن بسنت بہار بیرنگی ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰۷

4 Another fine example, Kafi no. 267 in *Divan-i Bedil*, p.218 beginning :

آہے عشق عجب اوقات ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰۵

This is translated in *Styles and themes*, p. 15.

5 Kafi no. 284 in *Divan-i Bedil*, p. 226, beginning :

دم اللہ عشق کیتے میں چائی وے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰۸

Then it had Abraham driven with violence into the fire,
Before, becoming a butcher, it next had Ismail alaughtered.

Later is wounded Jacob the Prophet with parting's dread brand,
As for Zulaikha it exiled poor Yusuf to Egypt.
Then it did wondrously spill the blood of Zakarya and John.

But nobody's pain could surpass the sufferings of the Imams
Pure as they were, can one ever describe the havoe unleashed on them ?
Doomsday indeed was enacted on Kerbela's plain !

Love it was later which arrested Hallaj and impaled him,
Love which had Attar beheaded and Shams ul Haq flayed.
See how Sanaan by love's law was reduced to the herding of swine !

From their bodies love parted the heads of Shah Sharaf and Sarmad,
Then on a spear did exhibit the head of the martyred Inayat
Burdened by sorrow how many true mystics departed this life!

Love filled Majnun with his terrible passion for Laila,
Love set Farhad, when parted from Shirin, to carve through the mountain.
And, Bedil, remember what sufferings love gave to Ranjha and Hir ! [5]

—★—

A short introduction to a poet's work can do more than what the reader's appetite to approach the poems in the original for themselves· My task here will thus have been accomplished if in these few pages I have succeeded in suggesting some ways in which these Siraiki poems of Bedil

and imagery, poems like this one do have a special lyrical charm. It is also worth noting that the poem is, like so many of Bedil's, rather carefully constructed, falling into neat, well-defined units, consisting of pairs of verses beginning with the quotation and illustration of the Tradition, followed by the description of the divine Beloved's wondertul appearance, than the catalogus of the newly opened flowers, before being rounded off with the poet's customarily explicit teaching, making plain the meaning of the refrain.

Probably the finest of all Bedil's *Kafis*, however, are those in which he deals with the irruptive power of divine love throughout human history. Here both his fondness for clearly articulated and symmetrical structural forms to his poems, and his tendency to dwell upon the formulations of traditional learning combine to enhance the power of his message, rather than - as quite often elsewhere - detracting from the lyrical appeal of the *Kafi*. A particularly good example of this group of poems [4] is one in which Bedil rapidly yet comprehensively describes the power of mystical love over the earlier and later Prophets, followed by the Imams, in the first half, exactly recapitulated by the description of the sufferings of the classical and local Sufi martyrs in the second, followed by those of the great lovers of Persian legend, culminating at last in the inevitable Ranjha and Hir. One could hardly hope - if one did not have the example of Khwaja Farid before one - for a more perfectly controlled expression of a ripe poetic tradition :

*By God, for love was I born !*
*By God, in love was I reared !*

Look what love did to Adam, drawing the tears from his eyes !

Holi song in 'Rup Holi', or of those in the form of a spring song in 'Rup Basant'. In the following appealing example of one of these Basant-songs, the atmosphere is entirely that of the Perso-Urdu *ghazal*, both in the distinetively Iranian details of the flora, and in the static, idealized character of the descripiion. This, as so often in Bedil, is explicitly removed from any reference to actuality by the explicitly mystical tone of the opening, with its quotation of the well-known Tradition *ainuma tawallu summa wajhullah* :

*Sea the beauty of spring - the spring of the Colourless :*
*The meadow has opened in bloom all around !*
Himself He encouraged his lovers by saying,
'Wheresoever you turn ...
'... there is the face of your Lord' - so enjoy
The sight of the garden around !
Adorning Himself in thousands of ways,
Assuming most marvellous shapes and disguises,
The rose-bodied Lord has entered the garden,
Filling each corner with wonderful fragrance.
The flowers have all blossomed and bloomed,
The pomegranate and the mountain-ebony too,
The marigold, cypress, the jasmine, and lily,
In the wonderful spring created by love.
To stroll round the garden is useless, however,
Unless one can see the Beloved Himself.
So, Bedil, experience the scent of the spring,
And let all private awarness be gone ! [3]

Even if they cannot be claimed to rival the magical descriptions of the divine immanence in nature achieved so memorably in Khwaja Farid's *Kafis* on the coming of the rains to desert, with their exubarant use of local vocabulary

By drinking selflessness's cup,
We have beheld His glory.
Instantly by love are faith
And unfaith cast away.
Mansur's way alone is true -
All else is idle fancy.
Bedil spend your little life
In thinking 'All is Him'. [2]

It is the theosophical tone of the later verses of this poem which predominates throughout Bedil's work. This prominance, with its consciously retrospective look towards the creative teachings of the past, is itself a typical feature of the later phases of any poetic tradition inspired by a system of ideas, not just by the vagaries of human imagination, and so it tells us a good deal about the later evolution of Siraiki mystical poetry in Sind.

The other side of the coin, though, is that it is seldom easy to single out original features which are particularly characteristic of Bedil himself, rather than the tradition of which he formed part. Even his language, with its tendency towards a mixed *rekhta*, in which Siraiki is mixed with Sindhi, Punjabi, Urdu, and Hindi elements (when it does not consist of strings of Arabic and Persion nouns), perhaps already points to coming dissolution of the purely Siraiki literary tradition in Sind: it is certainly true that a complete mixture of languages is even more characteristic of the less carefully preserved verse of his son Bekas.

Nevertheless, the very search for fresh sources of inspiration outside the local lyrical conventions does sometimes produce very charming results in Bedil. This is nowhere more true than of his *Kafis* in the style of a Hindi

on the open expression and reiteration of formal Sufi teaching and traditions. The same elements are naturally given an important place in the poetry of the great masters also, but the very depth of their insights and their power to combine so many intellectual, emotional, and spiritual strands into an apparantly seamless thread-particularly in the case of Khwaja Farid - often makes their distentanglement for the purposes of a full understanding, a most difficult task. In this sense, therefore. even a rather simple and not particularly outstanding lyric of Bedil may help one to understand more clearly features of a more complex *Kafi* by Khwaja Farid, or an apparently entiraly emotional outburst of love in a poem by Sachal. And so the lesser master can truly be said to cast light on the greater.

There is particularly good illustration of this in Bedil's handling of the Hir-Ranjha legend, which is for him, as for the other poets of Sind, the legend specifically associated with Siraiki. Bedil may not take us inside the heart of Hir, as the greatest poets do when speaking through the mouth of the heroine, but he does make quite explicit the inner, mystical meaning of the legend. In the following *Kafi*, for instance, he typically leaves the local lyrical style half way through to dwell on its theosophical interpretation :

*Rangpur does not please my heart,*
*So I will go with Ranjha !*
Ranjha has since time's beginning
Been my closest friend.
In the world with no Beloved
Life has lost its points.
Takht Hazara's traveller king
Goes round in herdsmen's guise.

of course, a long association with parts of the Sufi tradition, and, both in his way of life and in the chief object of his devotion, Bekas strikingly recalls the wild attachment to the Brahman boy Madho of Shah Husain, the famous sixteenth-century Panjabi mystic poet of Lahore. In his poetry, too, with its frequent use of the language of the injured love borrowed from the *ghazal*, Bekas demonstrates his passionately emotional nature.

This is, however, most definitely not a characteristic of the much more important and abundant collection of poetry composed by his father, Bedil, who employs the emotional language of the *Kafi*, the classical Sira*ik*i lyric, with marked restraint. Bedil is sometimes loosely referred to as the successor of Sachal Sarmast (1739-1827), who is indeed-according to an anecdote of the most suspicious authenticity alleged to have touched Bedil and said 'we are incarnated in him'. But Bedil, while following Sachal in time, and continuing the tradition of composing poetry in Siraiki that flourished in Upper Sind under the Siraiki-speeking Talpur dynasty, is better seen as a successor in word than in spirit of the great Sachal. That is to say, one encouuters phrases and expressions coined by Sachal so frequantly in Bedil that he obviously had an intimate knowledge of his predecessor's poetry: but the soaring power of Sachal at his finest was clearly beyond Bedil's much more limited range.[1]

But the depth and sincerity of Bedil's mystical devotion are never in question, and his Siraiki poems, which are considerably more numerous than his Sindhi compositions, have many points of interest and features of beauty to recommend them. Probably the most interesting feature of his poetic style as a whole is the degree to which it relies on

He earned his living, however, from his shop in Rohri, where he spent the greater part of his life when not absent on pilgrimages. As might be expected from his relatively humble birth, his numerous followers were largely drawn from the lower classes, and he did not have the close connexions with royalty that furnish the basis for many of the anecdotes related of Khwaja Farid or Sachal. So it is perhaps unsurprising that the general tone of his poetry conspicuously lacks the quality of kingly freedom which emerges, in different ways, so strongly from the *Kafis* of both masters.

The most notable feature of Bedil's way of life was his adherence to the traditional Sufi technique of seeking an emotional understanding of divine love through the adoration of beautiful boys and handsome young men.

The object of Bedil's devotion was Qazi Pir Mohd, with whom his relationship lasted from the later's boyhood for some twenty years, until his death in 1868. Bedil himself followed his companion to the grave shortly afterwords, in 1872.

One of Bedil's sons, Muhammad Muhsin (1858-1881) was also mystic poet in Sindhi and Siraiki, writing under the pen-name of Bekas. He also followed his father in attaching himself to beautiful boys, notably to the young son of a family of Hindu bankers of Rohri, called Kanhyyo. Bekas adopted a more extreme way of life than his father, and is remembered for wearing bright clothes and going about singing and dancing with his boy-friends before his early death. Such antinomian or *malamati* practices have,

in Siraiki. Their particular lustre and preciousness should not allow the surrounding ores to be cast away as so much dross, for in this way many lesser but still valuable gems will be needlessly lost. The great jewels must certainly be given their place in the centre of the richly wrought crowns of the Siraiki poetic tradition. But let the many smaller gems also be sought out, cut, and polished, so that their lesser facets may throw their individual shafts of light upon the great stones at the centre, and add to the rich glory of the diadems as a whole !

Bedil Faqir is assuredly one of the most important of the lesser lights in the southern literary tradition of Siraiki, which flourished in Sind in the eighteenth and nineteenth centuries. Born in Rohri in 1814, he was first named Abdul Qadir, and thus became coincidentally a namesake of the greatest persian poet of seventeenth - century India, Abdul Qadir Bedil of Patna, though he was later re-named Qadir Bakhsh by his father, a devout dealer in silk goods who became a disciple of a branch of Qadiri pirs descended from the martyred Shah Inayat of Jhok. Bedil was therefore raised in a home of somewhat humble social circumstances, but steeped in an atmosphere both of mystical piety and of religious learning. It is quite clear from his verse that he knew Arabic and persian well.

The crucial experience in his own mystical life came to him at Sehwan where he had been instructed to go in a dream to the great shrine of Shahbaz Qalandar. Thereafter, not only did he undertake visits and pilgrimages to most of the holy tombs and principal spiritual leaders of Upper Sind, but he also began to write the mystical poetry in both Sindhi and Siraiki for which he is now chiefly remembered.

# Bedil Faqir
## and the
# Siraiki Poetic Tradition

*by*
**C. Shackle**

'One swallow does not make a summer', as the saying has it- Exactly the same holds good of literature, where no genuinely vital poetic tradition is bounded by the work of a single poet, however great he may truly be. It is particularly important not to lose sight of this truth when looking at literatures which are dominated by one or two outstanding figures; for it is otherwise impossible to reach a proper appreciation either of such literatures as a whole and their place in the civilization of which they form a part, or of the true rank of their greatest poets.

The general view of Siraiki literature certainly suffers from this lack of perspective. The poetry of Sufi inspiration has indeed rightly been seen as the greatest glory of classical Siraiki literature: but devotion, appreciation, and the detailed studies which spring from these have all tended to concentrate upon the greatest Sufi poets only - that is to say, on Khwaja Farid in the Siraiki-speaking heartlands, and on Sachal Sarmast in Sind. But these two are not, so to speak, isolated diamonds miraculously washed up on the shore, but rather brightest jewels to have been formed in the rich veins which constitute the twin traditions of the classic Sufi poetry